روزنامہ
الفضل ربوہ
فون 213029
CPL 61
ایڈیٹر: نسیم سیفی

جلد 47-82 نمبر 143 | منگل 25 صفر المظفر ۔ 1418ھ یکم وفا 1376ہش یکم جولائی 1997ء

خدا رسیدہ انسان خالصتہً للہ نیکی کرتا ہے

حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ فرماتے ہیں۔
اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ احسان کے درجہ سے بھی آگے بڑھو اور ایتاءِ ذی القربیٰ کے مرتبہ تک ترقی کرو۔ اور خلق اللہ سے بغیر کسی اجر یا نفع و خدمت کے خیال کے طبعی اور فطری جوش سے نیکی کرو۔ تمہاری خلق اللہ سے ایسی نیکی ہو کہ اس میں تصنع اور بناوٹ ہرگز نہ ہو (۔) خدا رسیدہ اور اعلیٰ ترقیات پر پہنچے ہوئے انسان کا یہ قاعدہ ہے کہ اس کی نیکی خالصتہً للہ ہوتی ہے۔ اور اس کے دل میں خیال بھی نہیں ہوتا کہ اس کے واسطے دعا کی جاوے یا اس کا شکریہ ادا کیا جائے۔ نیکی محض اس جوش کے تقاضے سے کرتا ہے جو ہمدردی بنی نوع انسان کے واسطے اس کے دل میں رکھا گیا ہے۔

(ملفوظات جلد پنجم صفحہ 664)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ارشادات حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ

اللہ تعالیٰ جیسے یہ چاہتا ہے کہ لوگ اس سے ڈریں۔ ویسے یہ بھی چاہتا ہے کہ لوگوں میں علوم کی روشنی پیدا ہووے۔ اور اس سے وہ معرفت کی منزلوں کو طے کر جاویں کیونکہ علوم حقہ سے واقفیت جہاں ایک طرف سچی خشیت پیدا کرتی ہے' وہاں دوسری طرف ان علوم سے خدا پرستی پیدا ہوتی ہے۔ بعض بد قسمت ایسے بھی ہیں۔ جو علوم میں منہمک ہو کر قضاء و قدر سے دور جا پڑتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے وجود پر ہی شکوک پیدا کر بیٹھتے ہیں اور بعض ایسے ہیں جو قضاء و قدر کے قائل ہو کر علوم ہی سے دستبردار ہو جاتے ہیں' مگر (کلام الٰہی) نے دونوں تعلیمیں دی ہیں اور کامل طور پر دی ہیں۔ (کلام الٰہی) علوم حقہ سے اس لئے واقف کرنا چاہتا ہے اور اس لئے ادھر انسان کو متوجہ کرتا ہے کہ اس سے خشیت الٰہی پیدا ہوتی ہے اور خدا تعالیٰ کی معرفت میں جوں جوں ترقی ہوتی ہے اسی قدر خدا تعالیٰ کی عظمت اور اس سے محبت پیدا ہوتی جاتی ہے اور انسان کو قضاء و قدر کے نیچے رہنے کی اس لئے تعلیم دیتا ہے کہ اس میں اللہ تعالیٰ کی ذات پر توکل اور بھروسہ کی صفت پیدا ہو اور وہ راضی برضا رہنے کی حقیقت سے آشنا ہو کر سچی سکینت اور اطمینان' جو نجات کا اصل مقصد اور منشاء ہے حاصل کرے۔

(ملفوظات جلد اول صفحہ 145)

نکاح

○ مکرم مولانا سلطان محمود انور صاحب ناظر اصلاح و ارشاد نے 97-6-21 بروز ہفتہ بیت المبارک میں بعد عصر عزیزہ امتہ النصیر صائمہ صاحبہ بنت مکرم چوہدری لطیف احمد صاحب نائب وکیل المال ثانی کا نکاح مکرم سرفراز احمد صاحب چٹھہ ابن مکرم چوہدری نذر محمد صاحب چٹھہ سے مبلغ پچاس ہزار روپے حق مہر پر پڑھا۔ بچی مکرم چوہدری غلام مرتضیٰ صاحب بیرسٹر وکیل القانون کی پوتی اور حضرت منشی محمد دین صاحب رفیق حضرت بانی سلسلہ کی پڑپوتی ہے۔
احباب سے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ یہ رشتہ ہر لحاظ سے جانبین کے لئے خیر و برکت کا موجب بنائے۔

ولادت

○ مکرم عبد السلام طارق صاحب حال جرمنی کو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل 6- جون 1997ء کو بیٹا عطا فرمایا ہے۔ جس کا نام راویل خان طارق تجویز ہوا ہے۔ نومولود مکرم عبد الرشید خان صاحب (ر) تحصیل دار کا پوتا اور مکرم بشارت احمد خان صاحب ایڈووکیٹ حال جرمنی کا نواسہ ہے۔ اللہ تعالیٰ بچے کو سعادت مند اور باعمر خادم دین بنائے۔

○ مورخہ 97-5-1 بروز جمعرات کو خدا تعالیٰ نے اپنے فضل سے چوہدری حمود الرحمان احمد صاحب آف چک 35 جنوبی سرگودھا کو پہلے بیٹے سے نوازا ہے۔ بچے کا نام حضرت صاحب نے شمائل رحمان عطا فرمایا ہے یہ بچہ چوہدری محمد سلمان اختر آف جرمنی کا پوتا اور چوہدری مولا بخش صاحب نمبردار 35 جنوبی سرگودھا رفیق بانی سلسلہ کا پڑپوتا ہے۔ نومولود کی صحت اور باعمر سعادت مند ہونے کے لئے درخواست دعا ہے۔

درخواست دعا

○ مکرم محمد ارشد قریشی صاحب ربوہ کو 26- جون کو زبردست ہارٹ اٹیک ہوا۔ فوری طور پر فضل عمر ہسپتال میں داخل کر دیا گیا۔ اب طبیعت بہتر ہے۔ احباب سے ان کی صحت کاملہ و عاجلہ کے لئے درخواست دعا ہے۔

عفو میں وقار ہے۔ اس سے عزت بڑھتی ہے کم نہیں ہوتی

(حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع)

کبھی ایسا نہیں ہوا کہ کوئی عفو سے کام لے اور خدا تعالیٰ نے اس کو عزت نہ دی ہو۔ عفو سے اگر کام لو گے تو تمہاری عزت بڑھے گی عزت کم نہیں ہوگی اور یہ ایک بہت ہی گہرا نفسیاتی راز ہے (۔) ہم پر کھولا۔ اور امر واقعہ یہ ہے کہ وہ ماں باپ جو اپنی اولاد سے عفو کا سلوک کرتے ہیں ہمیشہ ان کی عزت ان کی اولاد کے دل میں بڑھتی ہے اور عفو کے ذریعے باہر سوسائٹی میں بھی عزت بڑھتی ہے اور کبھی عفو سے انسان گرتا نہیں۔ یعنی لوگ یہ نہیں سمجھتے کہ اس کو کیا پتہ چلتا ہے چلو چھوڑو پرے اس کو عفو میں ایک وقار پایا جاتا ہے۔ عفو کے مضمون میں یہ بات داخل ہے کہ علم ہوگیا ہے لیکن دیکھو ہم اپنی اعلیٰ حوصلگی کی وجہ سے' اپنے وسیع القلب ہونے کی وجہ سے تجھ سے اعراض کر رہے ہیں اس کے نتیجے میں ہمیشہ ایسے شخص کے لئے دل میں عزت بڑھتی ہے اس کی دل میں محبت پیدا ہوتی ہے۔

حضرت (امام جماعت احمدیہ الثانی) اس کی ایک بہت ہی اعلیٰ پائے کی مثال تھے۔ حضرت مرزا بشیر احمد صاحب (۔) کو بھی میں نے بہت قریب سے اور بار بار دیکھا عجیب عفو کا رنگ تھا یعنی جانتے تھے کہ یہ کچھ ہو رہا ہے مگر یوں نظر کرتے تھے گویا دیکھا ہی کچھ نہیں مگر جب دیکھتے تھے تو پھر صفح جمیل ضرور ہوتا تھا جب آنکھوں میں آنکھیں ڈال لیں جب ایسے دیکھا کہ نظر آگیا کہ اس نے دیکھ لیا ہے پھر اس سے ناراضگی کا اظہار بھی بالکل اسی طرح جیسے (کلام الٰہی) نے بیان فرمایا ہے کہ پھر اس سے کچھ دیر کے لئے گویا الگ ہو گئے' نگاہوں میں اجنبیت آگئی' یہ ہے وہ عفو کا دوسرا طریق یعنی معنی وہی ہے مگر اور رنگ میں ظاہر ہوتا ہے۔ گویا نہیں دیکھا' اس کو نہیں دیکھا جو توجہ چاہتا ہے۔ ہر وقت جس کو عادت ہو کہ مجھ پر پیار کی نظر رہے اس سے نظریں ہٹانا بہت بڑی سزا ہے اور Reprove کا معنی اس لحاظ سے اس میں داخل ہو جاتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ پھر تم اگر عفو سے کام لوگے تو عفو کے نتیجے میں تمہیں کبھی بھی گھٹیا اور چھوٹا نہیں

باقی صفحہ 7 پر

حسنِ خاتمہ کے لئے ہر ایک کو دعا کرنی چاہئے۔ عمر کا اعتبار نہیں ہر شئے پر اپنے دین کو مقدم رکھو

(حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ)

روزنامہ
الفضل
ربوہ

پبلشر: آغا سیف اللہ - پرنٹر: قاضی منیر احمد
مطبع: ضیاء الاسلام پریس - ربوہ
مقام اشاعت: دار النصر غربی - ربوہ

قیمت
2 روپے 50 پیسے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

یکم- وفا 1376 ھش   یکم- جولائی 1997ء

کامیابی اور ناکامی کے درمیان مایوسی کی لکیر

کامیابی اور ناکامی کے درمیان ایک ہلکی سی لکیر ہے- یہ لکیر کامیابی اور ناکامی کو اس طرح ایک دوسرے سے الگ کر دیتی ہے کہ بعض اوقات انسان سمجھنے سے قاصر رہتا ہے- جو شخص کام کرتا ہے، کام کے متعلق واقفیت حاصل کرتا ہے اور صحیح طریق پر کام کرتا رہتا ہے وہ مایوس نہیں ہوتا- اور کامیاب ہو جاتا ہے- دوسری طرف ایک اور شخص ہے- وہ مایوس ہو جاتا ہے اور جب مایوس ہو جاتا ہے تو اس کے دل کی کیفیت بدل جاتی ہے- وہ وہ کچھ نہیں کرنا چاہتا جس کے لئے اس نے پہلے تگ و دو کی تھی- بلکہ کہا جاسکتا ہے کہ وہ کچھ بھی نہیں کرنا چاہتا- جہاں تک مایوسی کا تعلق ہے یہ تو انسان کو بے کار بنا کر رکھ دیتی ہے اور بعض اوقات اس سے بھی آگے لے جاتی ہے یعنی اس کی زندگی اجیرن ہو جاتی ہے- اور وہ زندہ ہی نہیں رہنا چاہتا- مایوسی اسے اس دنیا سے اور اپنے ماحول سے متنفر کر دیتی ہے لیکن ہے ان دونوں باتوں کے درمیان ایک نہایت باریک سا فرق- جو انسان مایوس نہیں ہوتا وہ ہمیشہ کامیابی کا منہ دیکھتا ہے- بے شک اسے لمبے عرصے تک محنت کرنی پڑے- اسے کام کرنے کے کئی طریق اختیار کرنے پڑیں- اسے دوسروں سے پوچھنا پڑے- سیکھنا پڑے لیکن وہ مایوس نہیں ہوتا- اس کے دل میں یہ جذبہ ہوتا ہے کہ جو کام میں نے شروع کیا ہے ایک نہ ایک دن میں اس میں کامیاب ہو جاؤں گا- اور وہ واقعی کامیاب ہو جاتا ہے-

ایک چھوٹی سی مثال جو اس سلسلے میں دی جاتی ہے وہ چیونٹی کی ہے کہ ایک چیونٹی دیوار پر چڑھ رہی تھی اور بار بار گرتی تھی- وہ چھت پر جانا چاہتی ہے- اگر ایک دفعہ گر کر وہ مایوس ہو جاتی تو دوسری دفعہ چڑھنے کی کوشش نہ کرتی- یا اگر کئی دفعہ بھی گر کر وہ مایوس ہو جاتی تو پھر چھت اس کا مقدر نہ بنتا لیکن وہ کوشش کرتی رہی- اس نے ایک دفعہ کوشش کی، اس نے دوسری دفعہ کوشش کی، اس نے تیسری دفعہ کوشش کی، اور اس طرح کوشش کرتے کرتے وہ چھت پر چڑھ گئی- یہ مثال عام طور پر ان لوگوں کے لئے دی جاتی ہے جو مایوس ہو کر کام چھوڑ دیتے ہیں، تگ و دو نہیں کرتے، دل ان کا مرجھا جاتا ہے اور وہ سمجھتے ہیں کہ کامیابی کا کوئی طریق ہے ہی نہیں- حالانکہ کامیابی کا طریق موجود ہے اور وہ ہے تگ و دو کرنا- اور وہ ہے صحیح علم حاصل کرنا اور صحیح طریق پر کام کرنا-

پس اس بات کو ہمیشہ مد نظر رکھنا چاہئے کہ کامیابی اور ناکامی کے درمیان ایک ہلکی سی لکیر ہے- اور وہ لکیر یہ ہے کہ جو انسان کوشش کرتا رہتا ہے اور صحیح طور پر کوشش کرنے کی اس میں لگن ہوتی ہے وہ یقیناً کامیاب ہو جاتا ہے- کہتے ہیں نا کہ ہمت مرداں مدد خدا- جب انسان ہمت کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ بھی اس کی مدد کرتا ہے- یہ بھی کہتے ہیں کہ خدا تعالیٰ کسی کی سچی محنت کو رائگاں نہیں جانے دیتا- پس ضرورت اس بات کی ہے کہ کامیابی کے لئے سچی محنت کی جائے اور مایوسی کو قریب تک نہ آنے دیا جائے- یہ اور بات ہے کہ کسی کام کو کرتے کرتے آپ کے دل میں خیال آئے کہ اسے چھوڑ دیا جائے- آپ اس سے بہتر کام شروع کر سکتے ہیں- یہ مایوسی نہیں- یہ آپ کے پروگرام کی تبدیلی ہے- اور بعض اوقات یہ تبدیلی کارگر ثابت ہوتی ہے- پہلے کام میں شائد آپ پوری طرح کامیاب نہ ہوتے- یا اس کا نتیجہ اتنا اچھا نہ نکلتا- اب ایک اور کام شروع کر دیا ہے تو کامیاب ہو گئے ہیں- اور نتیجہ بھی اچھا نکلا ہے- کسی پروگرام کو چھوڑ کر کسی اور پروگرام میں مصروف ہو جانا مایوسی کی علامت نہیں ہے- مایوسی کی علامت یہ ہے کہ انسان سمجھے کہ جو کام میں کر رہا ہوں- میں اس میں کامیاب ہی نہیں ہو سکتا- اور چونکہ میں اس میں کامیاب نہیں ہو سکتا اس لئے دل برداشتگی میں اسے چھوڑ دینا چاہئے- ایسا کرنے والا شخص بعض اوقات کسی اور پروگرام کو بھی ہاتھ میں نہیں لیتا- وہ اپنے آپ کو کوسنے لگتا ہے اور سمجھتا یہ ہے کہ اس کی قسمت ہی میں ناکامی لکھی ہے- گویا چلتے چلتے وہ گر پڑتا ہے اور گر کر وہیں بیٹھ جاتا ہے- پھر اس میں اٹھنے کی ہمت ہی نہیں ہوتی- یہ ہے مایوسی-

مایوسی سے بچنے کے لئے یہ بات بھی نہایت ضروری ہے کہ انسان کو اس بات پر یقین ہو کہ میں تو بے شک کمزور سہی لیکن خدا تعالیٰ جس سے میں مدد مانگتا ہوں وہ تو کمزور نہیں- وہ تو میرے کاموں کو کامیابی میں بدل سکتا ہے- مجھے صحیح نتائج پر پہنچا سکتا ہے- گویا کہ دعا پر یقین ہو- ہر وہ شخص جسے دعا پر یقین ہے وہ کبھی ناکام نہیں ہوتا- اس لئے دعا کی قبولیت کا کوئی وقت تو مقرر نہیں- کام شروع کیا اور دعا بھی شروع کر دی- اب یہ کام کتنا وقت لے گا- اور یہ دعا کتنے وقت میں قبول ہو گی- اس کا انسان کو پوری طرح علم نہیں ہو سکتا- لیکن اگر وہ کام ہی کرتا رہے اور دعا بھی کرتا رہے تو اس کے دل میں یہ یقین پیدا ہو جائے گا کہ بے شک میں اپنے زور بازو سے تو یہ کام نہیں کر سکتا لیکن خدا تعالیٰ جس سے میں مدد مانگ رہا ہوں وہ یقیناً میری مدد کرے گا اور مجھے کامیاب بنا دے گا- بعض اوقات انسان کام شروع کرتا ہے اور دعا بھی کرتا ہے لیکن اپنے دل میں سوچ لیتا ہے کہ اتنے وقت میں یہ دعا قبول ہو جانی چاہئے- حالانکہ یہ اس کا اپنا کام نہیں ہے- دعا کا قبول کرنا خدا تعالیٰ کا کام ہے-

پس اس رنگ میں بھی اسے مایوس اور ناامید نہیں ہونا چاہئے- اور اگر وہ کام کرے گا اور دعا کرے گا- مایوس اور ناامید نہیں ہو گا تو یقیناً وہ اپنی مراد پالے گا- اسے اپنے کام کا ایسا نتیجہ مل جائے گا- جس کی وہ تمنا کرتا تھا- جس کے لئے اس نے تگ و دو کی ہے- جس کے لئے اس نے خدا تعالیٰ سے دعا کی ہے- پس کامیابی اور ناکامی میں جو ہلکی سی لکیر ہے وہ مایوسی کی ہے- مایوس ہونے والا کبھی کامیاب نہیں ہو سکتا- اور جو شخص مایوس نہیں ہوتا وہ خدا تعالیٰ کے فضل سے کبھی ناکام نہیں ہوتا- اللہ تعالیٰ ہمیں مایوسی کے قریب بھی نہ جانے دے- ہمیں اپنے کاموں میں تگ و دو کی توفیق دے- اور ہماری دعاؤں کو قبول کرتا ہوا ہمیں مفید نتائج فراہم کرے- اے خدا تو ایسا ہی کر-

جس کے پاس بھی سچائی ہے بول ہے اس کا بالا
باتیں اس کی اچھی اچھی اور کردار ہے اعلیٰ
خود اچھا ہے اچھوں سے پڑتا ہے اس کا پالا
دین ہے یہ اللہ کی اور اللہ ہے قدرت والا
سچ کے طالب ہیں ہم مولا دے ہم کو سچائی
اور بنا دے ہر سچائی کا ہم کو رکھوالا

ابوالاقبال

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ارشادات حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع

افکارِ عالیہ

حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع نے احمدیہ ٹیلی ویژن کے بارے میں ہدایات عطا کرتے ہوئے فرمایا :-

پھر اس کے علاوہ جو تعلیمی کوائف ملکوں کے اور ان کے معیار تعلیم' اخلاق' کھیلیں' زراعت' زراعت کے طریق' اور قومی کہانیاں یعنی دیو مالائیں جو ہیں وہاں کی' وہ کیا کیا ہیں۔ ان میں کسی اچھے لکھنے والے نے کوئی کتاب لکھی ہو جو شہرت پکڑ گئی ہو اور وہ کہانیاں سب دنیا میں رائج ہیں۔ مثلاً جس طرح عرب دنیا سے "علی بابا چالیس چور" کی کہانی اتنی مقبول ہوئی کہ دنیا کی ہر زبان میں ہر قوم سے متعارف ہو چکی ہے۔ اس طرح الف لیلہ کی ایک وہ لازوال کہانی ہے جس نے تمام دنیا میں گھر کر لیا ہے۔ تو ایسی کہانیاں جو دیو مالائی ہوں یا جیسی بھی ہوں مگر لکھنے والے نے ایک غیر معمولی ذہانت کا اظہار کیا ہے جس نے تمام دنیا کے ذوق کو اپیل کی ہے اور عالمی طور پر ان کا اعتراف ہو گیا ہے' ایسے ہر ملک میں لکھنے والے بھی ہوتے ہیں۔ اب بنگال جائیں گے تو ٹیگور کے ادبی ذکر کے بغیر بنگال کی بات پوری نہیں ہو سکتی۔

پھر قربانی کرنے کے لحاظ سے جماعت احمدیہ کے دائرے میں خاندانوں نے جو قربانیاں دی ہیں' احمدیت وہاں کب آئی' اور ملکوں کے لحاظ سے اگر عیسائیت ہے تو عیسائیت وہاں کب آئی تھی کس ذریعے سے آئی تھی۔ اب اہل یورپ اگر اس تاریخ کا کھوج لگائیں تو خود ان میں سے بھی اکثر کو تعجب ہو گا کہ اکثر صورتوں میں تلوار کے ساتھ آئی ہے اور عیسائیت کے ساتھ جبر کی تاریخ ایسی باندھی گئی ہے کہ غیروں ہی کے معاملے میں نہیں خود اپنے معاملوں میں عیسائیت نے اتنے جبر روا رکھے ہیں اور اتنے مظالم کئے ہیں کہ ان کو تاریخ کے صفحوں پر دبائے بیٹھے ہیں اور (دین حق) پر حملے کرتے ہیں۔ تو حملے کی نیت سے نہیں' حقائق کے طور پر ان لوگوں کو سمجھانے کے لئے کہ "چھاج بولے تو بولے چھلنی کیا بولے" تمہیں کیا حق ہے دین حق پر حملہ کرنے کا جب کہ تمہارا اپنا یہ حال ہے۔ مذہبی دیوانوں کا قصور ہوتا ہے' مذہب کا نہیں ہوا کرتا۔ ہم عیسائیت کو تو مطعون نہیں کرتے کہ عیسائیت نے یہ تعلیم دی تھی جن ظالموں نے عیسائیت کا حلیہ بگاڑا ان پر افسوس کرتے ہیں۔ تو تمہیں کیا حق ہے کہ ان ظالموں کو جو تمہارے ہاں بھی بہت کثرت سے پیدا ہوئے جب وہ اسی حلیے میں (دین حق) میں سر اٹھاتے ہیں تو ان کی ذمہ داری (دین حق) پر ڈال دیتے ہو۔ جو منہ کالا انہوں نے اپنا کیا ہے ان کی سیاہی دین حق کے منہ پر پھیرنے لگ جاتے ہو۔ اب یہ اس کو مستقل مضمون تو نہیں بنایا جا سکتا لیکن جہاں جہاں یہ جھلکیاں نظر آئیں وہاں اس سے ملتا جلتا تبصرہ آ سکتا ہے اور اچھے طریق پر آ سکتا ہے تاکہ کوئی یہ نہ سمجھے غلطی سے کہ ہم ان کے داغ کھول رہے ہیں بلکہ ایک چلتی ہوئی تاریخ کا حصہ ہے اس سے سبق لے رہے ہیں۔

پھر کلام الٰہی نے بار بار ان جگہوں کا ذکر فرمایا ہے جو قوموں کے لئے عبرت کا نشان ہیں ان عبرت کی جگہوں کی تلاش اور ان سے تعلق والے واقعات کو اجاگر کرنا اور ہر قوم میں ایسی عبرت گاہیں موجود ہیں جہاں کوئی قوم کسی عروج کے بعد زوال پہ پہنچی ہے اور اس کے پیچھے کوئی ایسی داستان ضرور موجود ہے جس میں اس نے خدا تعالیٰ کی توحید سے منہ موڑا ہے اور شرک میں مبتلا ہوئی ہے اور پھر اس پر یہ سزاوار ہوئی ہے۔ کلام الٰہی نے اس مضمون کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ (-) دنیا میں سیر کرو اور دیکھو' مکذبین کی اور ان لوگوں کی کیسی عاقبت تھی اور ساتھ فرمایا (-) ان میں سے اکثر مشرک تھے۔ یہ مضمون کے لحاظ سے بعینہ یہی بیان فرمایا ہے۔ تو معلوم یہ ہو گا کہ دنیا کی تاریخ میں اکثر جگہ بھی آپ کو عبرت گاہیں دکھائی دیں گی اس سے پیچھے ایک شرک کی تاریخ ہو گی اور وہ لوگ جو دفن ہوئے ہیں وہ ضرور مشرک ہوں گے۔

پس پومپیائی ہو یا جو بھی آپ' اس کو کہیں یا دوسرے ایسے عبرت کے مقام جہاں بڑی قومیں اپنے عروج کے بعد زیر زمین دفن ہو گئیں ان کی تاریخ جب یہ نکالتے ہیں تو شرک کے نشانات وہاں ملتے ہیں۔ اب لاڑکانے ہی میں جو پرانی تہذیب دفن ہے موہنجوداڑو یعنی موت کی ڈھیری یا موت کا ٹیلہ' وہاں سے بھی شرک کے آثار نکل رہے ہیں اور ان آثار کو دیکھ کر یہ مغربی محققین یہ نتیجہ نکالتے ہیں کہ اس زمانے میں شرک ہی شرک تھا اور تھا ہی کچھ نہیں حالانکہ یہ اس وقت ہلاک ہونے والی قومیں ہیں جب وہ بڑے لمبے سفر طے کر کے اپنے تمدن کے عروج کو جا پہنچی تھیں اور اس وقت ہوا جب وہ مشرک ہو چکی تھیں۔ ان کا آغاز اور تھا اور انجام اس وقت ہوا جب وہ مشرک ہو چکی تھیں تو وہاں سے پھر شرک کے ہی دبے ہوئے آثار ملنے تھے اور کیا تھا اور (کلام الٰہی) نے اس طرف انگلی اٹھائی ہے کہ تم ان کا تفحص کرو' ان کی تحقیق کرو' ان کا تتبع کرو اور تم یہ دیکھ کر خود یہ معلوم کر لو گے کہ یہ مشرک لوگ تھے جن کو خدا نے اچانک دفن کیا ہے۔ اور صفحہ ہستی سے مٹایا ہے تو ان مشرکین کے انجام کی تاریخ بھی ملکوں میں جگہ جگہ پھیلی پڑی ہے تو اس حوالے سے ان کے متعلق ان کے تاریخی پس منظر بتانا مثلاً مایا قوم ہے تو وہ کون تھی کتنا لمبا عرصہ عروج کا ہوا پھر کیوں آناً فاناً وہ مٹا دی گئی۔ ان کے محل ابھی تک اسی طرح کھڑے ہیں۔

ساؤتھ افریقہ میں وہ جو مایا قوم نے ایک لمبا عرصہ حکومت کی ہے اب وہ لوگ موجود ہیں لیکن ان کی سطوت جاتی رہی' ان کی شان و شوکت ہاتھ سے نکل گئی اور یہ معمہ آج تک نہیں حل ہو سکا کسی سے کہ ان پر کیا پتا ٹوٹی تھی۔ ہوا کیا تھا ان کے ساتھ۔ ایک شہر دریافت ہوا ہے جو بہت خوبصورت علاقے میں' پہاڑی علاقوں میں' بڑے بڑے درخت اور جنگل ہیں ان کے اندر گھرا ہوا آج تک یعنی چند سالوں تک انسانی نظر سے اوجھل رہا تھا اور ہیلی کاپٹر کے ذریعہ گزرتے ہوئے کسی کی وہاں نظر پڑی تو پھر توجہ پیدا ہوئی پھر وہاں کھوج لگانے والے بھیجے گئے بڑی مشکل سے وہاں پہنچے تو یوں لگتا ہے جیسے پورا آباد شہر چھوڑ کر کوئی قوم کہیں جا کے سو گئی ہے۔ کوئی وہاں لڑائی کے آثار نہیں ہیں' کسی طوفان کے آثار نہیں ہیں' ہنستا کھیلتا' رستا بستا شہر اچانک یوں لگتا ہے کہ جیسے جادو ہو گیا ہو وہ خالی ہو گیا تو عبرت کے ہر جگہ مختلف سامان موجود ہیں جن جگہوں میں ہیں وہاں سے تصویریں لی جا سکتی ہیں اور اگر وہاں رسائی نہ ہو تو اس کے متعلق بہت سی کتابیں موجود ہیں' رسالے موجود ہیں' تفاصیل موجود ہیں۔ ان علاقوں کے لوگ اپنے لئے وہ مضمون چن سکتے ہیں اور ان کو دکھا کر دیدہ زیب پروگرام بنا سکتے ہیں جو تقریر نہیں ہو گی بلکہ ایک فلمی پروگرام ہو گا جو ویڈیو کے شایان شان ہو۔

تو ایسے بہت سے پروگراموں کی ضرورت ہے۔ وہاں کے کھیل ہیں ان کھیلوں کی تصویریں' وہاں کی کہاوتیں ڈالنے کے طریق' معمے' یہ بچوں کے لئے بھی تو ہمیں سپیشل پروگرام بنانے ہوں گے۔ پرندے' جانور' شکار' Migratory Birds جو سفری پرندے ہیں ایک جگہ سے دوسری جگہ جاتے ہیں۔ کون سے ایسے محرکات ہیں جو ان کو سفر کرنے پہ مجبور کرتے ہیں اور ان کے سفر کرنے کے طریقے کیا ہیں۔ وہاں کے کیڑے مکوڑے' ان کے متعلق نئی معلومات کے مطابق جو تحقیق ہوئی ہے ان کے رہنے سہنے کے طریق' وہاں کی ہر چیز ایک دلچسپی کا موجب ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کی تخلیق کے اوپر جہاں بھی نظر ڈالیں گے آپ' جس جگہ بھی دیکھیں گے غور کر کے دیکھیں تو سہی آپ' بے اختیار دل سے (اللہ تعالیٰ برکت والا ہے جو سب سے بہتر پیدا کرنے والا ہے) کی آواز اٹھتی ہے اور اگر یہ حوالہ دیا جائے تو وہی پروگرام جو بظاہر مغربی اور سیکولر ہیں وہ اچانک مذہبی پروگرام بن جاتے ہیں۔ تو ان پروگراموں کو بعض دفعہ ان لوگوں سے مانگنے سے بھی مل جاتے ہیں۔ میں نے (احمدیہ ٹی وی) کو اس کام پہ لگایا ہوا ہے' خط و کتابت کر رہے ہیں بہت سی جگہ تصویریں انہوں نے دی ہیں کہ ٹھیک ہے آپ لے لیں۔ بعض جگہ ہم نے ان سے اجازت مانگی کہ کہ آپ نے کہیں کوئی زیادہ ننگ دکھایا ہے ہم برداشت نہیں کر سکتے۔ (احمدیہ ٹی وی) میں تو بہرحال مناسب نہیں ہے تو انہوں نے یہ بھی اجازت دے دی ہے کہ اس حصے کو کاٹ لو لیکن ہمارا نام بتانا ہو گا کہ یہ فلاں نے بنائی تھی اور اجازت دی تھی۔ تو آپ بھی مختلف علاقوں میں کوشش کر سکتے ہیں۔

اب جرمن تہذیب' جرمن تمدن' اس کی تاریخ' اس کی ترقی' تنزل' جغرافیائی تبدیلیاں عادات' مزاج' شمال جنوب کا فرق' قوموں کے اعتبار سے خواہ ایک قوم ہو ان کی علاقائی روایات کے لحاظ سے ان کے مزاج بدل جاتے ہیں۔ جرمنی میں خصوصیت سے یہ بات قابل غور ہے تو ان سب پروگراموں میں آپ اگر دلچسپی لیں تو کچھ وقت ضرور لگے گا میں صبر سے چند مہینے اور بھی انتظار کروں گا لیکن توقع رکھتا ہوں کہ جب یہ آنے شروع ہو جائیں تو پھر اس کثرت سے آئیں گے کہ ہمارے ہاں یہ جو شکایت پیدا ہو رہی ہے کہ ایک ہی طرح کی باتیں ہو رہی ہیں اس کا ازالہ ہو جائے گا۔

بنیادی پروگرام تو بہرحال تعلیم و تربیت کا ہے۔ دلچسپی کے پروگرام بھی ہوں گے وہ بھی تعلیم و تربیت ہی کے ہوں گے لیکن اگر وہ نہ بھی ہوں تو جس طرح اب چھ گھنٹے یا سات گھنٹے سکولوں میں جا کے بیٹھتے ہیں وہاں دلچسپی کی خاطر تو نہیں جاتے علم حاصل کرنے کے لئے جاتے ہیں۔ تو اس ٹیلی ویژن کے سامنے بعض نازک مزاج جلدی بور ہو جاتے ہیں ان کو مخاطب کر کے میں کہہ رہا ہوں کہ ان کو اپنی تربیت کرنی چاہئے۔ یہ انتہائی ضروری دینی تربیت کے پروگرام ہیں' علمی تربیت کے پروگرام ہیں اور آپ کے دماغ کو روشن کریں گے' آپ کے دماغ کو نئی وسعتیں دیں گے ان پروگراموں کا ذوق اگر نہیں ہے تو پیدا کریں اور کوشش سے پیدا کریں۔ اپنے بچوں میں ان کا ذوق پیدا کریں ورنہ آج کل جو ذوق ہے ہم اس کی پیروی نہیں کر سکتے وہ جاہل بنانے والے پروگرام ہیں بچوں کا ذوق اب اس طرف منتقل ہو رہا ہے کہ سارے مغرب میں فرضی آدمی سپرمین ہے کوئی سپر بیٹ بنی ہوئی ہے کوئی' سپر سپائیڈر بن گیا ہے۔ کوئی مکڑا سپر ہے کوئی چمگادڑ سپر ہے اور فرضی کہانیاں ایسا پاگل کر رہی ہیں بچوں کو کہ ہوش ہی نہیں رہی ان کو۔ دماغوں کے دائرے ہی مختلف ہو گئے ہیں انسانی دائرے سے ہٹ کر ایسی جگہ وہ دائرے ممتد ہو رہے ہیں جہاں حقیقت کا وجود ہی کوئی نہیں ہے اور اس پر یہاں کے اہل دانش بھی فکر کا اظہار کر رہے ہیں۔ وہ کہتے ہیں ہمارا تعلیمی معیار گرنے کی بڑی وجہ ٹیلی ویژن ہے اور باتیں سوچ رہے ہو' خواہ مخواہ نظام بدلنے کی باتیں کر رہے ہو۔ یہ ٹیلی ویژن کو ٹھیک کرو پہلے۔ ہمارے بچوں کو یہ ٹیلی ویژن کے پروگرام پاگل بنا رہے ہیں۔

پھر ایک محقق نے یہ جائزہ لیا' اس نے کہا کہ پڑھنے کی عادت ہی نہیں بچوں میں رہی۔ اور وہ پڑھنے سے انسان کو علم حاصل ہوتا ہے کتابوں کا شوق' کتابوں کے بغیر انسان سو نہ سکے یہ ایسی اچھی روایات تھیں ہماری یعنی انسان کی جن کو ٹیلی ویژن نے آ کے برباد کر دیا ہے۔ تو ٹیلی ویژن کے فائدے جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے ضرور ہیں اور ہم ان فائدوں کی حد تک رہیں گے اور بھرپور فائدہ حاصل کریں گے لیکن جو نقصانات کے پہلو ہیں ان سے بچنا ضروری ہے۔ کسی کو نہ بھی دلچسپی پیدا ہو تو کوشش کر کے ان پروگراموں

باقی صفحہ 6 پر

ایک اچھی بات

ملنے والے معاوضے کی نسبت اگر آپ تھوڑا سا زیادہ کام کر دیں تو یہ نیکی شمار ہو گی۔ اور آپ کو اس نیکی کا ثواب ملے گا۔

حافظ عبدالحلیم- مربی سلسلہ

دعوت الی اللہ

تمام عالم میں ہر طرف بے چینی و گھبراہٹ اور عدم تحفظ و استحکام کا دور دورہ ہے صرف ہمارے ملک میں ہی نہیں ساری دنیا میں یہی کیفیت ہے بظاہر دنیاوی سیادت و قیادت تو ہے اور مذہبی رہبری کے دعویدار بھی موجود ہیں لیکن حقیقت میں روح کی تسکین کے سامان سے یکسر خالی نظر آتے ہیں۔ جس طرح لمبے عرصہ تک بارش نہ ہو تو کنویں خشک ہو جاتے ہیں ان میں تعفن پیدا ہو جاتا ہے ایسے پانی میں سڑانڈ پیدا ہو جاتی ہے بعینہ یہی حال اس وقت دنیا کا ہے خدا کی راہ نمائی سے انکار کے نتیجے میں حقیقی تسکین اور راہ نمائی سے عاری ہو چکے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ بعض اوقات مایوس ہو کر اجتماعی خود کشیوں کی ترغیب دی جا رہی ہے ایک دفعہ نہیں یہ عمل متعدد بار دہرایا جا چکا ہے زندگی کے خاتمے کو ہی نجات سمجھا جا رہا ہے۔ کہیں میزائیلوں کی دوڑ لگی ہوئی ہے کہیں بموں اور اسلحہ بارود کے تذکرے ہو رہے ہیں۔ انہیں چیزوں میں پناہ اور امن کی فاختہ ڈھونڈی جا رہی ہے سیاست ہو یا مذہب مرنے مارنے کی باتیں ہو رہی ہیں ایسے میں احمدیہ ٹیلی ویژن پر ایک دلنشین آواز سنائی دیتی ہے۔

"ہر احمدی خواہ وہ مرد ہو یا عورت چھوٹا ہو یا بڑا ہر ایک پر دعوت الی اللہ فرض ہے"

یعنی زندگی بخش جام پینے پلانے کی باتیں ہو رہی ہیں حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع نے تاکید کے ساتھ فرمایا ہے کہ

میری دعاؤں کے حقیقی وارث بننا چاہتے ہو تو دعوتِ الی اللہ کے میدان میں کود جاؤ۔

حقیقت کی نظر سے دیکھا جائے یہی ایک ذریعہ زندہ رہنے کا اور دوسروں کو زندگی دینے کا ہے۔ قوموں کی قومیں نئی زندگی پا رہی ہیں کیونکہ اس زندگی بخش جام کی کھنک اکناف عالم میں شش جہات میں سنائی دے رہی ہے۔

جوں جوں گمراہی اور ضلالت کا زور بڑھتا جاتا ہے اس محبت بھرے پیغام میں اور شدت آتی جاتی ہے۔

جیسے امساکِ باراں کے وقت بارش کی توقع ہوتی ہے بعینہ ایسے گھمبیر حالات میں اور زیادہ قوت اور شدت سے حضرت امام جماعت احمدیہ احمدیوں کو دعوت الی اللہ کی طرف بلاتے ہیں۔ اس قلب صافی سے نکلی ہوئی دعائیں عرش ہلا رہی ہیں ست بیدار ہو رہے ہیں جو پہلے سے اس میدان میں کود چکے ہیں وہ تیز ہواؤں کے رخ پر اڑتے چلے جا رہے ہیں۔ خود بھی زندگی پا رہے ہیں دوسروں کو بھی نئی روحانی زندگی کی نوید سنا رہے ہیں۔ اور زبان حال سے کہہ رہے ہیں۔

تم بھی سنو وہ نغمہ جو گاتا ہے آسماں
چھوڑو زمیں کا گیت نہ سُر ہے نہ تال ہے
اک دن وطن سے بے نوا نکلا وہ اور آج
عالم تمام حلقۂ دامِ خیال ہے

بعض اوقات دعوت الی اللہ [illegible] شامل ہونے والے پوچھتے ہیں دعوت الی اللہ کس طرح کی جائے۔ اس سلسلہ میں حضرت صاحب کے ارشادات اور ان کا اپنا نمونہ پیش کرتا ہوں۔

اب ذیل میں دو واقعات پیش کرتا ہوں جو اس سلسلہ کی کڑی معلوم ہوتے ہیں حضرت صاحب خود فرماتے 31۔ دسمبر کی یخ بستہ رات جب لندن ہی نہیں سارا یورپ نئے سال کا جشن لہو ولعب اور شراب و کباب کے ذریعہ منا رہا تھا۔ ان لوگوں کی گناہوں میں غرقابی نے میرے دل پر بہت گہرا اثر کیا اور میں اسٹیشن کے ایک کونے میں خدا کے حضور گریہ و زاری میں مشغول ہو گیا۔ خدا کی شان ان سجدوں کو خدا نے کس شان سے قبول فرمایا آپ کے قلب اطہر سے اٹھنے والی دعائیں کس شان سے پوری ہوئیں۔ سچ ہی تو فرمایا ہے مضطر کی دعا ضروری سنی جاتی ہے آج لندن سے روحانی سورج کا طلوع ہو رہا ہے نہ صرف لندن' یورپ بلکہ ساری دنیا کی ہدایت اور رہ نمائی کے سامان پیدا ہو رہے ہیں۔

نوافل میں ترقی کرتے کرتے انسان اس مقام تک پہنچ جاتا ہے کہ خدا اس کے ہاتھ ہو جاتا ہے جن سے وہ کام کرتا ہے زبان ہو جاتا ہے جس سے وہ بولتا ہے پاؤں ہو جاتا ہے جس سے وہ چلتا ہے خدا نے امام الرابع کے نوافل کو کس شان سے قبولیت کا شرف بخشا۔ احمدیہ ٹیلی ویژن کے ذریعہ ہاتھ کتنے پھیلا دیئے کبھی بوسنیا میں کانوائے بھجوائے جا رہے ہیں اور کبھی کوبے کے متاثرین زلزلہ کو امداد دی جا رہی ہے اور چشم فلک کبھی یہ نظارہ دیکھتی ہے کہ زائر کے رہنے والوں کے علاج معالجہ کی ہدایات جاری ہوتی ہیں اور کبھی افریقہ کے مفلوک الحال لوگوں کی داد رسی ہو رہی ہے زبان سے ایک حرف نکلتا ہے اسی وقت ساری دنیا سنتی ہے تمام براعظموں میں اس کی گونج سنائی دیتی ہے زمین و آسمان کی وسعتوں کو احاطہ میں لئے ہوئے ہے۔ حقیقت میں دعائیں ہی خدا کی رحمت کو کھینچنے کا موجب بنا کرتی ہیں۔

حضرت امام رابع کا ایک اور واقعہ جس کا ذکر آپ نے خود بھی بعض مجالس میں بیان فرمایا ہے پیش کرتا ہوں۔

امامت ثالثہ کا دور تھا غالباً حضرت مرزا طاہر احمد صاحب بنگلہ دیش کے دورے پر سے واپس کراچی تشریف لائے تھے جس وقت آپ کراچی قیام پذیر تھے حضرت امام الثالث کا پیغام ملا آج ہی ربوہ تشریف لے آئیں۔ حضرت امام الثالث کے ارشاد کی تعمیل میں آپ نے فوری طور پر ایرپورٹ رابطہ کروا کر پتہ کروایا کہ آیا کوئی سیٹ ہے۔ جواب ملا کسی قسم کی سیٹ کی گنجائش نہیں ہے۔ چانس پر بھی امکان نہیں۔ آپ نے ناشتہ کیا اور گھر والوں کو بتایا کہ میں ایرپورٹ جا رہا ہوں گھر والوں نے کہا کہ جب تمام ذرائع سے کنفرم ہو چکا ہے کہ سیٹ نہیں ہے تو جانے کا فائدہ آپ نے جواب دیا۔

مجھے امام وقت نے آج ہی طلب فرمایا ہے میرا کام ہے پوری کوشش کرنا اور آخر وقت تک تگ و دو کرنا آگے خدا کا کام ہے کہ کس طرح انتظام کرتا ہے اور اپنے پیارے کے لفظوں کی لاج رکھتا ہے۔

چنانچہ آپ دعائیں کرتے ہوئے نہایت عزم کے ساتھ خدا پر توکل کرتے ہوئے ایئرپورٹ پہنچے۔ خود پتہ کروایا مگر جواب پہلے والا ہی ملا کہ کوئی سیٹ نہیں کوئی چانس نہیں۔

ان سب باتوں کے باوجود آپ دعائیں کرتے رہے اور وہیں کھڑے رہے یہاں تک کہ آپ کے دیکھتے دیکھتے تمام مسافر ہوائی جہاز میں بیٹھ گئے آپ کے استقلال میں پھر بھی کوئی لرزش پیدا نہ ہوئی۔ جب آزمائش مکمل ہو گئی دعائیں عرش پر منظور ہو گئیں آپ نے معاً دیکھا کہ ایک مسافر ہوائی جہاز میں سے نکل کر آپ کی طرف بھاگا آ رہا ہے اور تیزی سے آپ کے پاس آکر لجاجت بھرے اندازے میں کہنے لگا کہ میں ہوائی جہاز میں بیٹھا ہوا تھا۔ مجھے ایک کام یاد آ گیا ہے اگر میں نہ رکا تو میرا بہت نقصان ہو جائے گا آپ برائے مہربانی میرا ٹکٹ لے لیں اور مجھے ادائیگی کر دیں آپ تو پہلے ہی سے دعائیں کر رہے تھے اور خدا کی طرف سے معجزے کے منتظر تھے فوری ادائیگی کی اور جہاز میں بیٹھ گئے اور اسی دن آکر حضرت امام الثالث کی خدمت میں حاضری دی۔

تم چلے آئے میں نے جو آواز دی
تم کو مولا نے توفیقِ پرواز دی

باقی صفحہ 6 پر

صلیبوں پر صلیبوں کے ثمر ہیں
صلیبیں گاڑنے والوں کے سر ہیں

چلاتے ہیں جو طوفانوں کا چکر
انہی کی راہ میں برق و شرر ہیں

ملے الفاظ تو گُم ہیں معانی
مطالب وہم کے زیرِ اثر ہیں

خدایا تو ہے پروازوں کا حافظ
پرندے سب کے سب بے بال و پر ہیں

سرِ عیسیٰ پہ کانٹے رکھنے والے
ہیں اب کس حال میں اور وُہ کدھر ہیں

حوادث کا ہجوم اور یہ تبسم
جیالے زندہ دل ہیں اور نڈر ہیں

اٹے ہیں دُھول سے شاخوں کے پتے
یہ میرے ہم قدم ہیں ہم سفر ہیں

نسیم ان کو بھلا کیا فکرِ صر صر
کہ صحراؤں میں ان لوگوں کے گھر ہیں

نسیم سیفی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

Digitized by Khilafat Library Rabwah

شیخ ریاض احمد

پندرہ روزہ "اپنا گھر" یکم جون 1997ء

ماحولیاتی مسائل اور اہمیت

نامہ نگاروں اور مدیروں کے نزدیک کوئی ماحولیاتی مسئلہ یا واقعہ بھی روز مرہ کے ان دیگر واقعات اور سرگرمیوں کی مانند جن کا وہ احاطہ کرتے ہیں، محض ایک قابل ذکر واقعہ ہوتا ہے جسے انہیں قارئین تک پہنچانا ہوتا ہے۔ لیکن درحقیقت اس کی اہمیت کہیں زیادہ ہے۔ اکثر صورتوں میں یہ بے حد اہمیت کا حامل مسئلہ ہوتا ہے جس کے اثرات معاشرے کی ہر سطح تک پھیلتے چلے جاتے ہیں۔ اس کے اثر سے پیدا ہونے والے نتائج، صرف کسی شہر کسی خطے کے ایک حصے کی آبادی تک محدود ہونے کی بجائے پورے ملک پورے ایشیا اور یوں پوری دنیا کو اپنی لپیٹ میں لیتے ہیں۔ کرہ ارض کے ایک چھوٹے سے حصے میں رونما ہونے والا واقعہ دوسرے حصے کو متاثر کرسکتا ہے، کیونکہ جو فضائے بسیط کے بحر بیکراں میں تیرنے والے ایک چھوٹے سے سیارے میں رہتے ہیں وہ ایک دوسرے کے ساتھ زندگی کے حلقہ زنجیر کے سہارے منسلک ہیں۔ جو کچھ ہم اس سیارے میں کرتے ہیں اس کا اثر ہم سب رہنے والوں پر پڑتا ہے۔

بہت سے مسائل پر ہمارے غور و فکر کا اندازہ کئی حصوں بخروں میں منقسم ہو کر رہ گیا جن میں حکومتی قائدین، منصوبے ساز، ماہرین معاشیات، محققین، تجزیہ نگار اور دوسرے شامل ہیں۔ ان سب کا نظریہ یہ ہے کہ انسانی کاوشیں، غیر مربوط انداز میں علیحدہ علیحدہ حصوں اور شعبوں میں منقسم ہیں۔ اس مطمح نظر اور سوچ نے انسانی کاوشوں کو کئی الگ الگ تنہائیوں میں محدود کردیا ہے۔ مثلاً:۔

1۔ قومی حدود میں مقید رہنا۔

2۔ پیداواری یا عملیاتی شعبوں کے فروغ کے لئے الگ الگ اور غیر مربوط راہیں تلاش کرنا مثلاً توانائی، زراعت اور تجارت وغیرہ۔

3۔ ماحولیاتی، معاشی اور سماجی ضرورتوں کے لحاظ سے، تشویش کے موجب وسیع تر شعبوں کو اولیت اور ترجیح دینا۔

نتیجہ یہ ہے کہ اس شعبہ جاتی تقسیم پر مبنی اور الگ الگ درجوں اور حصوں میں بٹی ہوئی سوچ پر منحصر نقطہ نظر کے باعث لوگوں نے عالمی مسائل مثلاً ماحولیاتی بحران، ترقیاتی بحران یا توانائی کے بحران کو بھی ایک دوسرے سے جدا مسئلہ بنا دیا ہے۔ تاہم حالیہ برسوں کے دوران ماحول اور ترقی کے مسائل سے وابستہ کچھ لوگوں نے ایک مربوط اور منضبط عالمی ماحولیاتی ترقی کے نظریئے کو اپنایا ہے جو یہ ہے کہ ان مختلف قسموں کے بحرانوں اور ان کی وجوہات کا ایک دوسرے سے گہرا باہمی تعلق ہے اور ان کو مجموعی طور پر ہی دیکھنا اور سمجھنا چاہئے۔

اس نظریئے کو "عالمی کمیشن برائے ماحول و ترقی (ڈبلیو سی ای ڈی) کی رپورٹ سے فروغ حاصل ہوا۔ مذکورہ کمیشن نے 1987ء میں اپنی رپورٹ "ہمارا مشترکہ مستقبل" پیش کی تھی (یہ کمیشن اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی نے قائم کیا تھا تاکہ تبدیلی کے لئے ایک ایجنڈا مرتب کیا جائے) اس رپورٹ (ہمارا مشترکہ مستقبل" میں عالمی کمیشن نے ماحولیاتی اور ترقیاتی مسائل کے مابین باہمی ربط و تعلق کو تسلیم کیا اور کئی ایسے پیچیدہ اور دوررس اقدامات تجویز کئے جن کے ذریعے حالات اور طریقہ کار سب میں تبدیلیاں لانا مقصود تھا تاکہ ان عالمی ماحولیاتی مسائل سے عہدہ برآ ہوا جاسکے جو انسانی بقا کے لئے خطرے کا باعث ہیں۔ کمیشن کی چیئرمین نے مذکورہ رپورٹ کے اپنے تعارفی نوٹ میں لکھا:۔

بقائے حیات کے بہت سے مسائل کا تعلق، ناہموار ترقی، غربت اور آبادی میں اضافے سے ہے۔ یہ سب کرہ ارض کی خشکیوں، اس کے پانیوں، جنگلات اور دوسرے قدرتی وسائل پر بے پناہ دباؤ ڈالتے ہیں اور یہ ترقی پذیر ممالک میں بھی کم تر نہیں۔ بڑھتی ہوئی غربت اور ماحول کی ابتری کے رجحان کا مطلب دستیاب مواقع کا ضائع ہونا ہے۔ بالخصوص یہ انسانی وسائل کا زیاں ہے۔ غربت، عدم مساوات اور ماحول کی ابتری کے درمیان جو تعلق پایا جاتا ہے، یہی ہمارے تجزیوں اور سفارشات کا اہم موضوع ہے۔ اب ضرورت اس بات کی ہے کہ معیشت کی ترقی کے لئے ایک نئے دور کا آغاز کیا جائے، ایسی ترقی جو توانا بھی اور ساتھ ہی ساتھ سماجی اور ماحولیاتی لحاظ سے قابل برداشت بھی!"

عالمی کمیشن برائے ماحول و ترقی کا کہنا ہے کہ مسلسل روبہ زوال ماحول افلاس اور آلودگی میں متواتر اضافے کے سبب مشکلات سے گھری ہوئی ایسی دنیا میں جس کے وسائل میں روز بروز کمی واقع ہوتی چلی جارہی ہے، مستقبل کا سامنا، ایسی نئی حکمت عملیوں سے کیا جانا ضروری ہے جس سے ماحولیاتی بنیاد کو وسیع تر اور پائیدار بنایا جاسکے۔

عالمی کمیشن برائے ماحول و ترقی کے ممبر، انڈونیشیا کے وزیر مملکت برائے آبادی ماحول امیل سالم کا کہنا ہے کہ ایشیا کو ماحولیاتی مسائل دانش مندانہ انداز میں حل کرنے اور بہتر نتائج کے لئے پانچ بڑے چیلنجوں کا سامنا ہے۔ پہلا چیلنج یہ ہے کہ ایشیا کی آبادی 2ء6 بلین نفوس پر مشتمل ہے۔ یہ دنیا بھر کی کل 5 بلین آبادی کا نصف ہے اور اندازہ ہے کہ یہ 2000ء تک بڑھ کر 3ء2 بلین ہو جائے گی۔ باوجود اس کے کہ اکثر ایشیائی ممالک نے خاندانی منصوبہ بندی کے پروگرام کامیابی سے چلائے ہیں، پھر بھی شرح پیدائش میں کمی ابھی شرح اموات میں کمی کے مقابلے میں کم تر ہے جس کا نتیجہ یہ ہے کہ اکثر ایشیائی ممالک میں پیدائش میں اضافے کی شرح 2 فیصد سالانہ سے زیادہ ہے۔

سالم کہتے ہیں کہ آبادی میں اضافے کی شرح کے علاوہ آبادی کی نصف سے زیادہ تعداد پچیس سال سے کم عمر والوں کی ہے جن کے متعلق یہ توقع کی جاسکتی ہے کہ وہ بہتر طبی سہولتوں کے باعث زیادہ عمریں پائیں گے۔ ان دو رجحانات یعنی شرح پیدائش کی زیادتی اور شرح اموات میں کمی کے باعث ایشیا کے قدرتی وسائل اور ماحول پر دباؤ بڑھ رہا ہے اور یوں خوراک، روزگار اور انسانوں کی آبادکاری کی ضروریات پوری کرنے کے سلسلے میں پیش آنے والی مشکلات مسلسل بڑھ رہی ہیں۔

سالم مزید کہتے ہیں کہ ایشیا کے لئے دوسرا ماحولیاتی چیلنج "غربت" ہے۔ 1985ء میں اکثر ترقی پذیر اقوام کی فی کس سالانہ آمدنی ایک ہزار امریکی ڈالر سے خاصی کم تھی۔ یعنی بنگلہ دیش میں 150 امریکی ڈالر سے لے کر تھائی لینڈ میں 800 امریکی ڈالرز تک۔ اکثر ایشیائی ملکوں میں بیس سال تک آمدنی میں افزائش کی شرح 3 فیصد سالانہ تک محدود رہے گی۔ اس پر مستزاد 2ء5 فیصد سالانہ شرح سے آبادی میں اضافہ ہے۔ جس کے باعث بہت سے ایشیائی ملکوں کی معیشت ترقی سے محرومی اور افلاس کے پھندے میں جکڑی رہتی ہے۔ یہ حالات، ترقی کی راہ میں حائل مشکلات کو تقریباً "ناقابل تسخیر" بنا دیتے ہیں۔ بلکہ ان مشکلات میں افلاس کے سبب اور بھی اضافہ ہوتا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ غربت سے ماحول بھی زیادہ زوال پذیر ہوتا ہے کیونکہ قدرتی وسائل کا استعمال بے دریغ ہوتا ہے۔

سالم اس طرف توجہ دلاتے ہیں کہ ایشیا کے کئی ممالک اور علاقوں مثلاً ہانگ کانگ، جمہوریہ کوریا اور سنگاپور نے اس اقتصادی رجحان سے چھٹکارا پانے کے لئے ملکی برآمدات پر منحصر صنعتی معیشتوں کا سہارا لیا ہے۔ اس سمت میں ان کی کامیابیوں سے دوسرے ایشیائی ممالک کو بھی ترغیب ہوئی ہے کہ وہ اپنی صنعتی مصنوعات کی برآمدات بڑھائیں۔ اقتصادیات بڑھانے کی تقلید کے سبب ایک اور ماحولیاتی چیلنج سامنے آیا ہے جسے شعبہ جاتی افزائش کہا جاتا ہے اس شعبہ وار افزائش کی خاصیت یوں بیان کی جاسکتی ہے کہ اس سے اقتصادیات کے الگ الگ شعبوں مثلاً زراعت، صنعت، کان کنی، تعمیرات عامہ اور صحت کے میدانوں میں اس طرح بے ربط اور بے ہنگم نشوونما ہوتی ہے کہ ان کے الگ الگ فروغ سے اجتماعی امور مجموعی اقتصادی اہداف کے حصول کا کوئی تعلق نہیں ہوتا۔

اس صورت حال کے سبب سالم کہتے ہیں کہ ماحولیاتی انحطاط میں اضافہ ہوتا ہے کیونکہ منصوبہ بندی اور وسائل کے استعمال میں منضبط اور مبسوط ماحولیاتی نظام (ایکو سسٹم) کے لئے درکار احتیاطوں اور تقاضوں کا احساس نہیں کیا گیا۔ اس کے برعکس ہر شعبے نے ان وسائل کو محض استعمال ہی کیا ہے، اس بات کا تردد کئے بغیر کہ ان وسائل کی تجدید بھی ہوسکے گی یا نہیں۔ حالانکہ کسی ماحولیاتی نظام کے تحت اس دنیا کے جانداروں کی زندگی اور حیات کا دارومدار اپنے اردگرد کے ماحول پر پڑنے والے اثرات اور باہمی تعلق پر ہوتا ہے۔

اس منفی طرز کے اقتصادی استحصال اور اس کے نتیجے میں ماحول پر مرتب ہونے والے اثرات میں مزید بگاڑ، ٹیکنالوجی کے متعارف ہونے سے ہوا ہے۔ سالم کہتے ہیں کہ یہ چوتھا چیلنج ہے۔ اسی وجہ سے قدرتی کھاد کے بجائے کیمیائی مرکبات اور کیڑے مار ادویات کے استعمال سے ایشیا کی زرعی پیداوار حاصل کرنے کے روایتی طریقے بدل گئے ہیں۔ ٹیکنالوجی پر مبنی، نئی ترکیبیں بھی ایشیاء کے ماحول پر منفی اثرات ڈالنے پر مائل ہوتی ہیں کیونکہ مارکیٹ میں نسبتاً زیادہ لاگت والی صاف ستھری ٹیکنالوجی کے بجائے کم سے کم اخراجات والی غلیظ ترکیبوں میں سرمایہ کاری کی حوصلہ افزائی ہوتی ہے اکثر صورتوں میں اس کا نتیجہ دریاؤں سمندروں زمین اور ہوا میں آلودگی کے پھیلنے اور اپنے ساتھ لانے والی الجھنوں کی صورت میں نکلتا ہے جو ماحول سے متعلق بڑھتے ہوئے مسائل کو حل کرنے کے سلسلے میں پیدا ہوتی ہیں۔ سالم اس بات پر زور دیتے ہیں کہ موجودہ وقت سخت مسابقت کا دور ہیں اور یہ ماحول کے طویل مدتی فوائد کو قربان کرکے حاصل کئے جاتے ہیں۔ قدرتی وسائل کا بے دریغ استعمال کیا جاتا ہے اور یہ لحاظ نہیں رکھا جاتا کہ ان وسائل کو مستقبل کی آنے والی نسلوں کی ضرورت پوری کرنے کے لئے بھی باقی رہنا چاہئے۔

اس صورت حال کے سبب ایشیا اور دنیا کو پانچواں بڑا ماحولیاتی چیلنج سامنے آتا ہے۔ یہ چیلنج اس ناموافق بین الاقوامی اقتصادی ماحول کا ہے۔ خصوصاً بیسویں صدی کے آٹھویں عشرے کے دوران) جس کی خاصیت یہ ہے کہ تقریباً سب زرعی اجناس، دھاتوں اور معدنیات کی قیمتوں میں زبردست کمی واقع ہوئی۔ یہ سب ایشیا کی برآمدات کا بڑا حصہ اس کے ساتھ ساتھ مشینری بھاری سازوسامان اور صنعتی مال کی درآمد مغربی یورپ کے ممالک اور جاپان کی کرنسی کی قیمتوں میں اضافے کے باعث زیادہ مہنگی ہوگئی۔ اس صورت حال نے ایشیائی اقوام کو مجبور کیا کہ وہ قدرتی وسائل کو مزید زیر استعمال لائیں تاکہ وہ درآمدی مشینری کے حصول کو ان ہی سطحوں پر برقرار رکھ سکیں جو دس سال پہلے تھیں۔

ناموافق بین الاقوامی اقتصادی ماحول کا دوسرا منفی پہلو، وہ درآمدی ڈیوٹیاں اور محصولات ہیں جو غیر ایشیائی اقوام نے اپنی درآمدات پر عائد کی ہیں۔ سالم کہتے ہیں کہ یہ تحفظاتی پالیسیاں صنعتی ممالک کی عدم مسابقت کی تدبیروں کو مخفی رکھتی ہیں۔

تیسرا منفی اقتصادی رجحان یہ ہے کہ گزشتہ پندرہ سالوں کے دوران ترقیاتی مقاصد کے لئے دی جانے والی امداد میں متواتر کمی کی جاتی رہی ہے اس رجحان کا نتیجہ یہ ہے کہ ترقی پذیر ایشیائی ممالک سے غیر ملکی زرمبادلہ کی منتقلی بیرونی ملکوں کو جاری ہے اور بہت سے ممالک طویل المیعاد قرضوں میں جکڑے ہوئے ہیں۔ ان قرضوں کی ادائیگی میں ان ممالک کے سامان اور خدمات کی برآمدات سے حاصل ہونے والی کمائی صرف ہو جاتی ہے۔ چنانچہ ایشیائی اقوام پھر اپنے زیادہ زیادہ وسائل کام میں لاتی ہیں تاکہ وہ اپنی ادائیگوں کی ذمہ داریاں نبھاسکیں۔ باقی صفحہ 7 پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بین المملکتی حالات - واقعات - شخصیات

اسرائیل سے صلح کی کوششیں بند

اسرائیل کے ساتھ عرب ملکوں کی دوستی کا جو سلسلہ گزشتہ دو اڑھائی سال سے جاری تھا اور جس نے اس 50 سالہ تنازعے کو حل کرنے میں خاصی قابل ذکر کامیابی حاصل کی تھی' دوستی کے اس سلسلے کو بند کرنے کے لئے 8 عرب ملکوں نے باہم مشترکہ فیصلہ کر لیا ہے۔ ان ممالک میں مصر' شام' سعودی عرب' کویت' قطر' اومان' بحرین اور متحدہ عرب امارات ہیں۔ ان ممالک نے یہ فیصلہ اپنے وزرائے خارجہ کے دو روزہ اجلاس کے بعد کیا ان ملکوں نے کہا ہے کہ تمام عرب ممالک اسرائیل کے ساتھ اپنے تعلقات معمول پر لانے کا عمل بند کر دیں۔ کیونکہ اسرائیل مشرق وسطیٰ میں قیام امن کے لئے اپنے دعوے پورے نہیں کر رہا۔ شام کے شہر لتاکیہ میں دو روزہ اجلاس کے اختتام پر ایک پریس کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے ان ملکوں کے وزرا نے کہا ہے کہ اسرائیلی حکومت کی پالیسیوں اور پہلے سے طے شدہ سمجھوتوں پر عمل در آمد سے گریز کی وجہ سے قیام امن کا عمل خطرے میں پڑ چکا ہے۔ اس اجلاس میں ان ممالک کے وزرائے خارجہ اور وزرائے مملکت نے اجلاس میں شرکت کی۔ انہوں نے فیصلہ کیا کہ آئندہ اجلاس ستمبر میں قاہرہ میں ہو گا۔ جس میں مشرق وسطیٰ میں قیام امن کی صورت حال کا جائزہ لیا جائے گا۔

اس اعلان میں وہ ممالک شامل نہیں ہیں جو اسرائیل کے ساتھ تعلقات معمول پر لانے کے عمل میں براہ راست شامل ہیں۔ اور جن ملکوں کو مخاطب کر کے یہ اعلان کیا گیا ہے۔ یہ ممالک ہیں فلسطین کی خود مختاری اتھارٹی یعنی فلسطینی مملکت اور دوسرا ہے اردن۔ یہ دونوں ممالک وہ ہیں جو اس وقت اسرائیل کے ساتھ مختلف مراحل پر بات چیت میں شریک ہیں۔ اور امن معاہدہ کے بارے میں کسی فیصلہ یا اعلان کا ان پر براہ راست اثر پڑتا ہے۔

براہ راست متعلق تو مصر اور شام بھی ہیں۔ لیکن مصر نے اسرائیل سے جو حاصل کرنا تھا وہ کئی سال قبل حاصل کر چکا ہے۔ اب مصر نے اسرائیل سے سوائے تعلقات میں بہتری یا خرابی کے اور کچھ نہیں پانا۔ دوسرا ملک شام ہے۔ شام نے اسرائیل سے کچھ نہ کچھ حاصل ضرور کرنا ہے اور اسرائیل نے بھی شام سے لین دین کرنا ہے۔ لیکن شام کا رویہ گزشتہ کئی سال سے بہت سخت اور بے لچک ہے۔ اس کے صدر حافظ الاسد 25-20 سال سے مسلسل دوبارہ منتخب ہو رہے ہیں۔ جس کی وجہ سے شام کی پالیسی میں کوئی تبدیلی نہیں آ رہی۔ اس ضمن میں کئی بار بات چیت ہو چکی ہے۔ کئی بار بات چیت میں تعطل پڑ گیا ہے۔ مگر معاملہ جوں کا توں ہے۔ اس وجہ سے صورت حال میں کوئی بہتری نہیں ہو رہی۔ اس اعتبار سے شام کا ایسا اعلان کرنا یا نہ کرنا ایک ہی بات ہے۔

اصل انحصار جن دو ملکوں پر ہے وہ فلسطین اور اردن ہیں۔ ان دونوں کا اس اعلان میں شامل نہ ہونا یہ بتا رہا ہے کہ آٹھ عرب ملکوں کا یہ اعلان دراصل پریشر بنانے کا ایک طریق ہے۔ تاکہ اسرائیل کی لیکوڈ پارٹی اپنے انتہا پسندانہ طرز عمل میں اصلاح کرے اور ماضی کی لیبر پارٹی نے امن کا جو عمل شروع کیا تھا اس کو منطقی انجام تک بھی پہنچائے۔

ооо

برطانیہ میں آئرلینڈ کا مسئلہ

برطانیہ کے لئے آئرلینڈ کا مسئلہ کئی سال سے درد سر بنا ہوا۔ کئی سال کی بجائے یہ کہنا درست ہو گا۔ کہ سالہا سال سے یہ مسئلہ برطانیہ کے لئے مشکل بنا ہوا ہے۔ اس کی مثال بھارت کے لئے کشمیر پنجاب اور آسام تری پورہ کے مقامات سے دی جا سکتی ہے۔ ہر آنے والی حکومت یہ کوشش کرتی ہے کہ کسی نہ کسی طرح اس مسئلے کو حل کرنے کی کوئی سبیل نکالی جائے کیونکہ جو بھی حکومت اس مسئلے کو حل کر لے گی وہ گویا پاک بھارت مسئلہ کشمیر کو حل کرنے جتنی شہرت اور نیک نامی حاصل کر سکے گی۔

لیکن جس طرح پاکستان اور بھارت کے درمیان مسئلہ کشمیر کے حل کے بارے میں ہر ملک میں الگ الگ رائے عامہ پائی جاتی ہے یعنی دونوں ممالک کے عوام و خواص یہ چاہتے ہیں کہ اگر یہ مسئلہ حل ہو تو ہماری امنگوں اور آرزوؤں کے مطابق حل ہو۔ دوسرے کی خواہشات بالکل پوری نہ کی جائیں۔ اسی طرح برطانیہ میں آئرلینڈ کے باغیوں کے خلاف عوامی جذبات موجود ہیں اور عام برطانوی آئرش باغیوں کے بارے میں وہی جذبات رکھتا ہے جو پاکستان میں مقبوضہ کشمیر میں بھارتی فوج کے لئے اور بھارت میں مبینہ پاکستانی مداخلت کاروں کے خلاف پائے جاتے ہیں۔

گزشتہ دنوں برطانیہ کی شہزادی ڈیانا کو اس معاملے میں معذرت کرنا پڑی کیونکہ انہوں نے اپنے دو بیٹوں کو ایک ایسی فلم دکھادی جس کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ وہ آئرش چھاپہ ماروں کی حمایت کے لئے بنائی گئی ہے۔

برطانیہ کے نئے وزیر اعظم ٹونی بلیئر نے بھی اقتدار سنبھالنے کے بعد اس مسئلے پر توجہ کی ہے۔ ٹونی بلیئر مقابلتاً نوجوان ہونے کا تاثر دیتے ہیں۔ ان کی بھی یہ خواہش ہے کہ وہ آئرلینڈ کے مسئلے کو حل کرنے کے لئے کوئی کردار ادا کر سکیں۔ چنانچہ انہوں نے شمالی آئرلینڈ میں قیام امن کے سلسلے میں پارلیمنٹ میں ایک نیا فارمولا پیش کر دیا ہے۔ انہوں نے اس مسئلہ کے حل کے لئے سیاسی مذاکرات اور چھاپہ ماروں کو غیر مسلح کرنے کے لئے ایک آزاد کمیشن قائم کرنے کی تجویز پیش کی۔ انہوں نے تنازعہ کے تمام فریقوں سے اپیل کی کہ وہ اس تجویز کو تسلیم کریں تاکہ امن مذاکرات آئندہ ستمبر میں شروع ہو سکیں۔ انہوں نے کہا کہ برطانوی حکومت آئرلینڈ کا دیرینہ مسئلہ حل کرنے میں سنجیدہ ہے۔

شمالی آئرلینڈ کے بارے میں اس سے قبل حل تو کئی پیش کئے گئے ہیں مگر ان کا انجام اسی طرح ہوتا رہا ہے جس طرح بھارت نے مقبوضہ کشمیر میں انتخابات کروا کے یہ تاثر دینے کی کوشش کی تھی کہ اب یہ مسئلہ دبا دیا گیا ہے۔ شمالی آئرلینڈ میں بھی متشدد آئرش ری پبلکن آرمی کے ساتھ اور اس کے ساتھ مقابلہ اور محاذ آرائی' دونوں قسم کی کوششیں کی جاتی رہی ہیں۔ لیکن جب تک شمالی آئرلینڈ کے حقیقی نمائندوں سے رابطہ کر کے ان کے قرار واقعی مطالبات تسلیم نہیں کئے جائیں گے اس مسئلہ کا حل ممکن نہیں نظر آتا۔ برطانوی وزیر اعظم نے جو کمیشن قائم کرنے کی تجویز دی ہے بظاہر اس سے متحارب قوتوں کو غیر مسلح کرنے میں کامیابی ہونے کی امید نہیں ہے۔ اصل مسئلہ کو ڈھونڈ کر اس کا حقیقی حل نکالا جائے گا تو بات بنے گی۔

دنیا بھر میں برائیاں کس تیزی سے بڑھتی چلی جا رہی ہیں اس کا ذکر تو ہوتا رہتا ہے لیکن کوئی اس پر یقین کر لیتا ہے اور کوئی ایسا بھی ہوتا ہے جس کو اس پر یقین نہیں آتا۔ مگر عالمی سطح پر مغربی میڈیا کی طرف سے اعداد و شمار اکٹھے کرنے کا جو مفید سلسلہ جاری رہتا ہے وہ کبھی کبھار سامنے آ کر ایک پریشان کن اور الارمنگ صورت حال پیدا کر دیتے ہیں۔

وی آنا میں قائم اقوام متحدہ کے انٹرنیشنل ڈرگ کنٹرول پروگرام نے اپنی تازہ رپورٹ میں بتایا ہے کہ دنیا بھر میں غیر قانونی منشیات کی سالانہ تجارت چار کھرب ڈالر کے لگ بھگ کی زبردست اور حیران کن رقم تک پہنچ چکی ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ یہ رقم بین الاقوامی تجارت کا 8 فیصد ہے۔ دنیا بھر میں اس سے قبل منشیات کی تجارت کو اتنا عروج کبھی حاصل نہیں ہوا۔

رپورٹ میں بتایا گیا ہے کہ دنیا بھر میں غیر قانونی منشیات کی تجارت لوہے' فولاد' اور کاروں کی بین الاقوامی تجارت سے زیادہ ہے۔ رپورٹ میں یہ بھی بتایا گیا ہے کہ دنیا بھر میں غیر قانونی منشیات کی تجارت دنیا کی کل ٹیکسٹائل کی تجارت کے برابر ہے۔

قارئین توجہ فرمائیں! اس بات کا مطلب یہ ہے کہ جس طرح تن ڈھانپنا ہر شخص کی لازمی ضرورت ہے۔ اور اور غریب سے غریب آدمی بھی ننگے بدن نہیں رہ سکتا۔ اسی طرح دنیا کے ہر فرد کے حصے میں منشیات کی تجارت آ رہی ہے۔ یعنی اگر اس منشیات کی تجارت کی رقم کو تمام دنیا کے انسانوں پر برابر تقسیم کیا جائے تو ہر شخص کے حصے میں اتنی رقم آئے گی جتنی وہ کپڑے پہننے کے لئے استعمال کرتا ہے۔

یہ ہولناک اعداد و شمار دین اور خدا تعالیٰ سے دور جانے والی دنیا کے لئے ایک زبردست خطرے کے سائرن کی حیثیت رکھتے ہیں۔ جب کسی خطہ ارض پر گناہ اتنے پھیل جائیں تو ماضی کی تاریخ یہی بتا رہی ہے کہ ایسے لوگ اور ایسی دنیا پھر بچا نہیں کرتی۔ وہ خدا کے غضب کا شکار ہو جایا کرتی ہے۔ اللہ تعالیٰ اس دنیا پر رحم کرے۔

ооо

یورپ کے بچے

اوپر کی سطور میں ذکر ہے کہ دنیا میں منشیات کی تجارت کی برائی کس قدر پھیل رہی ہے۔ اب یورپ سے خبر آئی ہے کہ وہاں کے 43 فیصد بچے جنسی امراض میں مبتلا ہو رہے ہیں۔ یہ بچے اپنی بیماری کو خفیہ رکھنے کی کوششیں کرتے ہیں جس سے ان کی زندگی داؤ پر لگ جاتی ہے۔

یورپ میں آزادی کے لامحدود تصورات نے جو ہولناک خرابیاں پیدا کی ہیں یہ اس کی ایک واضح مثال ہے۔ رپورٹ میں بتایا گیا ہے کہ جنس پر مبنی تحریری مواد کی فراوانی' مخلوط تعلیم اور ذرائع ابلاغ میں عریانیت اس کی بڑی وجوہات ہیں۔ مغرب کے معاشرہ کو جب یہ سمجھایا جائے کہ جنس و جرائم کی لامحدود آزادی انسانیت کے مستقبل کو تباہ کر رہی ہے تو وہ اس کو کبھی ماننے کو تیار نہیں ہوتے۔ حال ہی میں امریکہ کی سپریم کورٹ نے ایسے قانون کو غلط قرار دیا تھا جس کے تحت کم عمر کے بچوں کو خاص خاص معلومات دینے پر پابندی تھی۔ سپریم کورٹ نے اس پابندی کو آزادی رائے اور معلومات کی فراہمی کی آزادی میں رکاوٹ قرار دیا۔

انہی لامحدود آزادیوں کے پرچار نے مغرب کے 43 فیصد نابالغ بچوں کو جنسی مریض بنا دیا ہے!!

ооо

بقیہ صفحہ 3

میں حصہ لے کچھ دیر کے بعد ضرور دلچسپی پیدا ہو گی کیونکہ علم علم ہی ہے یہ کوئی فرضی کہانی تو نہیں کہ آئی اور چلی گئی اور کچھ دیر کے لئے ہیجان پیدا کر گئی۔ علم کا جو لطف ہے وہ دائمی ہو جاتا ہے۔ وہ اپنے پیچھے جو زمین چھوڑ کے جاتا ہے وہ زرخیز مٹی ضرور چھوڑ جاتے ہیں۔ تو سیلاب ہی سمجھ لیں اس کو لیکن یہ مٹی ضرور چھوڑے گا مٹی چھوڑے گا جہاں آپ کے خیالات پاکیزہ رنگ میں نشوونما پائیں گے جہاں آپ کے اندر نئی عظمتیں پیدا ہوں گی آپ کو نئی وسعتیں عطا ہوں گی۔

بقیہ صفحہ 4

اسی یقین اور ایمان پر قائم ہو کر ہم نے دعوت الی اللہ کے میدانوں میں کامیابیاں حاصل کرنی ہیں۔ بظاہر ناممکن حالات بھی نظر آئیں۔ دعائیں کریں اور خدا پر توکل کریں صحیح خطوط پر کوشش کریں حضرت امام الرابع جو ہدایات ہمیں دے رہے ہیں ان کو مدنظر رکھیں پھر دیکھیں کس طرح کامیابی ہمارے قدم چومتی ہے۔

اس موقعہ پر مجھے جماعت کے مشہور بزرگ شاعر جناب نسیم سیفی صاحب کا ایک شعر یاد آگیا ہے جو ایسی ہی کیفیت کو اپنے اندر سموئے ہوئے ہے آخر پر پیش کرتا ہوں۔

میری جستجو کو یقین ہے کہ ہیں منزلیں مری منتظر
کوئی مرحلہ' کوئی فاصلہ' کوئی بات مجھ پہ گراں نہیں

ооо

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بقیہ صفحہ 5

ماحولیاتی چیلنج کا مقابلہ کیسے کیا جائے

"ہمارے مشترکہ مستقبل" میں جو چیلنج پیش کیا گیا ہے وہ کئی ناگزیر اقدامات کا تقاضا ہے۔ مثلاً:۔

1۔ بڑھتی ہوئی آبادی کے مسئلے سے نمٹنے کے لئے مسلسل اور بھرپور خاندانی منصوبہ بندی۔

2۔ ایسی ترقی کے لئے مساعی جو غربت و افلاس کے مسائل حل کرنے میں منصوبہ بندی۔

3۔ مختلف شعبوں میں غیر مربوط ترقی کے سسٹم میں اس طرح ردوبدل کہ مختلف اداروں کے درمیان ہم آہنگی اور ربط پیدا کیا جا سکے تاکہ وسائل کے زیاں سے بچا جائے۔

4۔ ٹیکنالوجی کے منفی اثرات کو کم کرنے کے لئے ماحول پر مرتب ہونے والے اثرات کا تجزیہ اور۔

5۔ قوموں کے درمیان بہتر تعاون تاکہ بین الاقوامی اقتصادی ڈھانچا از سر نو ترتیب دیا جائے۔

سالم محسوس کرتے ہیں کہ یہ ایجنڈا نیا نہیں لیکن ان چیلنجوں کا مقابلہ کرنے کے لئے اب تک جو کوششیں کی گئی ہیں وہ ناکام رہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ عالمی کمیشن برائے ماحول و ترقی کی رپورٹ "ہمارا مشترکہ مستقبل" بروقت ہے اور ایشیاء اور باقی دنیا کے لئے امید کا پیغام رکھتی ہے۔

جو چیز عالمی کمیشن کی رپورٹ میں غالباً سب سے اہم ہے وہ "پائیدار ترقی" کا تصور ہے۔ قابل برداشت یا پائیدار ترقی کا مطلب ایسی ترقی ہے جس میں "ماحول اور اس کے مسائل کا بھی اس طرح سے لحاظ رکھا جائے کہ اس پہلو کو بھی ترقی کے عمل کا ایک حصہ سمجھا جائے۔ ماحول کے مسئلے کو اس سے الگ اور جدا نہ سمجھا جائے۔

"پائیدار ترقی" کا مفہوم یہ ہے کہ موجودہ نسل کا اپنی ضروریات اس طرح پوری کرنا کہ آنے والی نسلیں اپنی ضروریات پوری کرنے سے محروم نہ رہ جائیں۔

پائیدار ترقی کا تصور بڑا ہمہ گیر ہے اور وسیع افق پر محیط ہے۔ ایسا تصور جو ترقی کو ایک جاری و ساری عمل کے طور پر لیتا ہے۔ جس میں وسائل کو اس طرح استعمال کے طور پر لیتا ہے۔ جس میں وسائل کو اس طرح میں لایا جانا ضروری ہے کہ مسلسل کام میں آنے کے بعد یہ وسائل دوبارہ پیدا ہوتے ہیں۔ عالمی کمیشن نے تسلیم کیا ہے کہ صرف اسی طریقے پر عمل پیرا ہو کر ہی ایشیا میں زندگی کے معیار کو سنوارا جا سکتا ہے۔ سالم یاد دلاتے ہیں کہ آئندہ لوگوں سے برتاؤ کا انحصار محض ان کی تعداد کے لحاظ سے ہی نہیں ہونا چاہئے بلکہ ان سے روا رکھے جانے والے سلوک میں معیار کے پہلو کو بھی مدنظر رکھا جائے۔ انسان کی بنیادی ضرورتیں مثلاً خوراک، لباس، رہائش، صحت، تعلیم اور روزگار ہماری خاص توجہ کی مستحق ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ پائیدار ترقی کا تصور، ماحول کے بارے میں کئی مخصوص پالیسیوں کی اہمیت کو تسلیم کرنے کا متقاضی ہے۔ مثلاً:۔

1۔ وسائل کو استعمال کرنے کی شرح۔

2۔ ماحولیاتی معیار، بالخصوص قومی وسائل جن میں دریا، سمندر، زمین، جنگلات اور ہوا شامل ہیں۔

3۔ افرادی قوت کے وسائل کا معیار جو آبادی کی شرح اموات اوسط عمر (متوقع عرصہ زیست) ناخواندگی ابتدائی تعلیم میں داخلوں کے تناسب اور بے روزگاری کی سطح وغیرہ سے ظاہر ہوتا ہے۔

ایشیا میں ماحولیاتی مسائل اقوام متحدہ کے اقتصادی اور معاشرتی کمیشن برائے ایشیا و پیسفک ریجن (اسکیپ) کے ذیلی ادارے "ماحولیاتی رابطہ یونٹ" نے اپنی رپورٹ میں بتایا ہے کہ مذکورہ خطے میں قدرتی وسائل اور ماحولیاتی سہولتوں کی مانگ میں تیزی سے اضافہ ہوا ہے اور اس مانگ میں ابھی مزید اضافہ ناگزیر ہے۔ اس کی تین وجوہات ہیں۔ پہلی وجہ آبادی ہے جس میں 1920ء اور 1980ء کے درمیانی عرصے میں 8ء 0 بلین کا اضافہ ہوا اور اس میں 1980ء اور 2000ء کے درمیان 3ء 1 بلین کا مزید اضافہ متوقع ہے۔ آبادی سے زیادہ اہم دوسری وجہ اقتصادی سرگرمیوں میں 5 فیصد سالانہ یا کم و بیش اضافے کا متوقع طور پر جاری رہنا ہے۔ ایسی صورت میں قدرتی وسائل کی طلب سال بہ سال بڑھ کر اگلے پندرہ سالوں میں دوگنی ہو جائے گی۔ تیسری پیداواری عمل میں سرمائے اور ٹیکنالوجی کے استعمال میں روز افزوں اضافہ ہے۔ رپورٹ میں یہ بھی محسوس کیا گیا ہے کہ جہاں ایک طرف مذکورہ بالا تین وجوہات کی بناء پر قدرتی وسائل کی طلب میں اضافہ ہوگا وہاں دوسری طرف ان (قدرتی وسائل) کی دستیابی (تجدیدی وسائل سمیت) مطلوبہ حد تک ہو پائے گی بلکہ حقیقی معنوں میں اس میں کمی ہوگی۔ اس کے علاوہ قدرتی وسائل کے معیار میں پستی جاری رہے گی اس صورت حال سے بچنے کے لئے رپورٹ میں یہ اصرار کیا گیا ہے کہ ٹیکنالوجی کے استعمال اور منصوبہ بندی میں ماحولیاتی پہلوؤں کا لحاظ رکھا جائے۔

عالمی کمیشن برائے ماحول و ترقی (ڈبلیو سی ای ڈی) کی رپورٹ کو اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی نے دسمبر 1987ء میں منظور کر لیا اور بہت سے ممالک اصولی طور پر اس پر عملدرآمد پر رضامند ہو گئے ہیں لیکن اور بہت سے ماحولیاتی مسائل ایسے ہیں جن کا ایشیا کو سامنا ہے۔ ماحولیاتی صحافیوں کو ماحول سے تشویش ناک مسائل سے پوری طرح باخبر ہونا چاہئے۔

اطلاعات و اعلانات

سانحہ ارتحال

○ مکرم جمیل احمد عارف صاحب ابن مکرم بدرالدین صاحب ناصر آباد ربوہ حال حسن ابدال مورخہ 97-5-13 شام اچانک دل کا شدید دورہ پڑنے سے انتقال کر گئے۔ ان کی عمر صرف 37 سال تھی۔ موصوف نے پسماندگان میں بیوہ اور تین چھوٹے بچے چھوڑے ہیں۔ مورخہ 97-5-14 کو ان کی میت ربوہ لائی گئی اور بعد ظہر بیت مبارک میں ان کا جنازہ محترم مولانا دوست محمد صاحب شاہد نے پڑھایا۔ تدفین اسی روز قبرستان نمبر1 میں ہوئی اور مکرم عبدالغنی صاحب دارالرحمت شرقی ربوہ نے دعا کروائی۔ اللہ تعالیٰ موصوف کے درجات بلند فرمائے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین۔

تبدیلی نام

○ میں نے اپنا نام نازیہ نصیر سے تبدیل کر کے نازیہ ناصر رکھ لیا ہے۔ آئندہ مجھے اسی نام سے لکھا اور پکارا جائے۔

نازیہ ناصر
24/16 دارالرحمت وسطی ربوہ

احمدیہ ٹیلی ویژن انٹرنیشنل کے پروگرام

پاکستانی وقت کے مطابق

منگل یکم جولائی 1997ء

12-00 رات۔ اردو کلاس
1-00 تعلیم دین حق۔ روحانی خزائن
2-00 ہومیو پیتھی کلاس۔ حضرت صاحب کے ساتھ۔
3-00 نارویجین زبان سیکھئے۔
4-00 اگلی شفٹ کے پروگرام۔
4-05 تلاوت۔ حدیث۔ خبریں۔
4-30 چلڈرنز کارنر۔ چلڈرنز کلاس۔ حضرت صاحب کے ساتھ۔
5-00 لقاء مع العرب۔
6-00 احمدیہ ٹیلی ویژن سپورٹس۔ فٹ بال (فائنل) سالانہ سپورٹس جامعہ احمدیہ ربوہ۔
7-00 اردو کلاس۔
8-00 نارویجین زبان سیکھئے۔
9-00 ہومیو پیتھی کلاس۔ حضرت صاحب کے ساتھ۔
10-00 اگلی شفٹ کے پروگرام۔
10-05 تلاوت۔ حدیث۔ خبریں۔
10-30 چلڈرنز کارنر۔ چلڈرنز کلاس حضرت صاحب کے ساتھ۔
11-00 پشتو پروگرام۔
12-00 تعلیم دین حق۔ روحانی خزائن۔
1-00 لقاء مع العرب۔
2-00 اردو کلاس۔
3-00 طبی معاملات۔ تپ دق۔
4-00 اگلی شفٹ کے پروگرام۔
4-05 تلاوت۔ حدیث۔ خبریں۔
4-30 فرنچ زبان سیکھئے۔
5-00 خطبہ۔ از حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع۔ بیت الفضل لندن۔ یو۔ کے (27-4-90)۔
6-00 بنگالی پروگرام۔
7-00 حضرت صاحب Dignatries کے ساتھ۔
8-00 لقاء مع العرب۔
9-00 نارویجین پروگرام۔
10-00 اگلی شفٹ کے پروگرام۔
10-05 تلاوت۔ حدیث۔ خبریں۔
10-30 چلڈرنز کارنر۔
11-00 جرمن پروگرام۔

بقیہ صفحہ 1

سمجھا جائے گا۔ اب اس میں ایک اور بڑی عجیب راز کی بات بیان فرمادی جس کی طرف توجہ دلا کے اب چونکہ وقت ختم ہو رہا ہے میں اس خطبے جو ختم کروں گا کہ عفو ہے کیا' وہ عفو جس کے نتیجے میں اولاد بدتمیز ہوتی ہے اور کھل کھیلتی ہے' شرارتیں کرتی چلی جاتی ہے اس کے نتیجے میں اس اولاد کے دل میں ان ماں باپ کی عزت کبھی نہیں پیدا ہوئی اس لئے عفو پہچاننے کا کتنا عمدہ ذریعہ بیان فرما دیا۔ فرمایا عفو ہے ہی وہی جس کے ذریعے تمہاری عزت بڑھے۔ جہاں تم نے عفو کے نام پر خطاؤں سے نظر پھیری ہے اور خطائیں شوخ ہو گئی ہیں اور بچے بدتمیز ہو گئے ہیں تم بے وقوف ہو جو سمجھتے ہو کہ عفو سے کام لیا جا رہا ہے۔ تم وہ حد پھلانگ چکے ہو جہاں عفو کی جو عملداری تھی وہ ختم ہو گئی اس حد سے باہر آ گئے ہو۔ تو ایک ہی چھوٹے سے پیارے فقرے میں (۔) کتنا عظیم الشان نکتہ بیان فرمادیا عفو کی پہچان کا۔ فرمایا اس وقت تک تمہارا عفو ہے جب تک اس کے نتیجے میں تمہاری عزت بڑھتی ہے جہاں تمہاری عزت ختم ہونی شروع ہو جائے وہاں عفو ختم ہے۔

پس وہ مائیں جو اپنے بچوں کو خاص طور پر جب وہ دوسروں کے گھروں میں جائیں تو ہر قسم کی کھلی چھٹی دیتے ہیں دوڑے پھرتے ہیں آوازیں نکالتے ہیں، چیخیں مارتے، بدتمیزی کا اظہار اور ان کے ہنسنے کی طرز میں ہی بدتمیزی پائی جاتی ہے اور جو میزبان ہے اس کو تکلیف پہنچ رہی ہے اس کے بچے حیران ہو جاتے ہیں یہ کیا ہو رہا ہے اور ماں بیٹھی ہے بے حس، پرواہ ہی کوئی نہیں۔ اور وہ پھر ان کی قیمتی چیزیں، انہوں نے سجاوٹ کی چیزیں رکھیں اٹھا کے وہ پھینکیں، کوئی شیشہ توڑ دیا بہت قیمتی، کوئی اور چیز کسی کو نقصان پہنچا دیا، اور ماں ہے "بڑا شرارتی ہے ایسا نہ کریا کر۔" اور ایسا بچہ ضرور ماں سے بدتمیز ہوتا ہے یہ میرا تجربہ ہے ایک دفعہ بھی میں نے اس بات کو غلط نہیں دیکھا۔ ایسی مائیں جو ڈھیل دیتی ہیں ان کی عزت گر جاتی ہے اور ذلیل ہو جاتی ہیں وہ اور وہ اولاد پھر ان پر بھی تحکم کرنے لگتی ہے۔

(از خطبہ 6-دسمبر 1996ء)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

خبریں

ربوہ : 30- جون-1997ء
درجہ حرارت کم از کم 24 درجے سنٹی گریڈ
زیادہ سے زیادہ 34 درجے سنٹی گریڈ

○ وزیراعظم محمد نواز شریف نے کہا ہے کہ ٹیکس نہ دینے والوں کو عبرتناک سزا دیں گے۔ ہماری پالیسیوں کا مقصد کرپشن سے پاک معاشرہ اور اداروں کو مستحکم بنانا ہے۔ وفاداریں بدلنے کا سلسلہ ہمیشہ کے لئے ختم کر دیں گے۔ احتساب کریں تو لوگ شور مچاتے ہیں نہ کریں تو تنقید کی جاتی ہے۔ کوئی منی بجٹ نہیں آئے گا۔ دو نمبر مال بنانے والے جیل جانے کے لئے تیار رہیں۔

○ سابق وزیراعظم محترمہ بے نظیر بھٹو نے کہا ہے کہ موجودہ بحران کا واحد حل قومی حکومت ہے ورنہ یہاں "ملا" آئے گا "فوج" آئے گی یا معین قریشی کی طرح کسی براؤن صاحب کو پاکستان لایا جائے گا۔ کوئی ایک جماعت یا فوج ملک کو بحران سے نہیں نکال سکتی۔ سب کو بٹھا کر پوچھا جائے اس کا حل کیا ہے۔ جمہوریت پر یقین رکھتی ہوں۔ مارشل لاء کے حق میں نہیں ہوں اور نہ ہی فوج کو دعوت دی ہے۔ اب تک فوج یا ایجنسیوں کی حکومت رہی ہے۔ انہوں نے کہا کہ میں اقتدار میں آنے کی خواہش نہیں رکھتی۔ جماعت اسلامی سسٹم کو تباہ کرنا چاہتی ہے۔ قاضی حسین احمد دو ہزار لوگوں کو پھانسی پر لٹکا کر یہ کام نہیں کر سکتے سیاسی جماعتیں' فوج' عدلیہ' بیورو کریسی اور حساس ادارے مل کر قومی بقا کے منصوبے میں حصہ لیں۔ ملک کی گولڈن جوبلی پر ہمیں ایک جھنڈے تلے متحد ہونا پڑے گا۔ ایمل کانسی کے اغوا سے پتہ چلتا ہے کہ ہم کتنے غیر محفوظ ہیں۔

○ وزیراعظم محمد نواز شریف نے کہا ہے کہ بے نظیر کی تجویز پاگل پن کے سوا کچھ نہیں۔ منتخب حکومت اور آئینی اداروں کی موجودگی میں ایسی تجویز بوکھلاہٹ ہی قرار دی جا سکتی ہے۔ ارکان اسمبلی سے وزیراعظم نے بات چیت کرتے ہوئے کہا کہ ملازمتیں دینے کے لئے خزانہ میں گنجائش نہیں ہے۔ اپنے بھی احتساب سے نہیں بچ سکیں گے۔

○ سرحد کے ممتاز صنعت کار امان اللہ مہند کے بیٹے کے اغوا کی بازیابی نہ ہونے کے خلاف صنعت کاروں کے جلوس پر پولیس نے لاٹھی چارج کیا گیا۔ سینٹر الیاس بلور سمیت 32 افراد کو گرفتار کر لیا گیا ہے۔

○ وزیر اعلیٰ پنجاب شہباز شریف نے کہا ہے کہ فرقہ وارانہ نفرت پھیلانے والا لٹریچر ضبط کر لیا جائے گا اور لٹریچر کے مصنفین پرنٹرز' پبلشرز اور جمعہ کے خطبہ میں اشتعال انگیز تقریریں کرنے والوں کے خلاف کارروائی کی جائے گی۔ انہوں نے کہا کہ ناکوں پر شریف شہریوں کو پکڑنے کی بجائے مجرموں کو پکڑا جائے۔

○ وفاقی وزیر برائے پٹرولیم و بجلی چوہدری نثار علی نے کہا ہے کہ آئندہ تین ماہ تک گیس کے نرخ نہیں بڑھائے جائیں گے۔ مگر بجلی کی قیمتوں کے بارے میں کوئی وعدہ نہیں قانون کے مطابق فیصلہ ہو گا۔ انہوں نے کہا کہ واپڈا کی صورت حال انتہائی تشویشناک ہے۔ عوامی شکایات دور کرنے کی بجائے لوگوں کو تنگ کیا جاتا ہے۔

○ صوبائی دارالحکومت لاہور سمیت مختلف شہروں میں اتوار کے روز بارش ہونے سے درجہ حرارت مزید نیچے گر گیا ہے۔ اور موسم خوشگوار ہو گیا ہے۔

○ سپیکر قومی اسمبلی الٰہی بخش سومرو نے کہا ہے کہ قومی حالات کو بہتر انداز میں چلانے کے لئے ملک کو چار کی بجائے 16 یا 17 صوبوں میں تقسیم کر دیا جائے۔

○ لاہور ہائی کورٹ کے چیف جسٹس شیخ ریاض احمد نے کہا ہے کہ عدلیہ میں سب فرشتے نہیں ہیں۔ لیکن ہم بدنام زیادہ ہو گئے ہیں۔ خدا را عدلیہ پر تنقید اور ججوں پر کرپشن کے الزام لگانا بند کریں۔ یہ وقار کا مسئلہ ہے۔ عدلیہ کا کردار درخشندہ ہے۔ ملک کے تمام ادارے ایک طرف اور عدلیہ دوسری طرف ہو تو بھی کارکردگی میں اس کا پلہ بھاری ہے۔ عدلیہ جتنا کوئی کام نہیں کرتا۔ جج چھٹیوں میں بھی کام کریں گے۔ عدلیہ میں اگر خرابی ہے تو وکلاء نشان دہی کریں۔

○ مسلم لیگ (ج) کے سربراہ حامد ناصر چٹھہ نے کہا ہے مینڈیٹ جعلی ہے۔ حکومت کسی صورت میں مدت پوری نہیں کر سکتی۔ عوام الٹ دیں گے۔

○ لاہور میں چینی گھی اور خوردنی تیل کے تھوک نرخ گر گئے ہیں جبکہ مرغی کے گوشت۔ چھوٹے گوشت اور بڑے گوشت کے پرچون نرخوں میں اضافہ ہوا ہے۔

○ لاہور ہائی کورٹ کی تاریخ میں پہلی بار اس کی برانچوں میں ملازمین کے وسیع پیمانے پر تبادلے کر دیئے گئے ہیں۔

○ حکومت نے عوامی شکایات دور کرنے کے لئے حکومتی اداروں میں اصلاحات نافذ کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ ٹاسک فورس نے تفصیلی غور و خوض کے بعد سفارشات تیار کر لی ہیں۔ عوام کو زیادہ شکایات پولیس' مال' آبپاشی' صحت' تعلیم' ایکسائز اینڈ ٹیکنیشن کے محکموں سے ہیں۔

○ حساس اداروں نے بھی زرعی ٹیکس کی مخالفت کرتے ہوئے حکومت کو رپورٹ بھجوائی ہے کہ زرعی ٹیکس۔ زرعی قرضوں۔ فصلوں کی انشورنس اور گندم کی پیداوار میں ہونے والی مسلسل کمی سے ملک میں قحط کا خطرہ ہے۔

○ سیاسی جماعتوں کے نو تشکیل شدہ اتحاد کے سربراہ (ر) ایئر مارشل اصغر خان نے وزیراعظم نواز شریف سے طویل ملاقات کی۔ خورشید قصوری بھی اس موقعہ پر موجود تھے۔

○ لاہور میں چوبرجی پارک کی مسجد پر دہشت گردوں نے حملہ کر کے امام مسجد سمیت 4 نمازی شہید کر دیئے ہیں۔ لوگ نماز مغرب ادا کر رہے تھے کہ دو دہشت گردوں نے ان پر فائر کھول دیا۔

○ راولپنڈی سے فیصل آباد جانے والی ٹرین ملتان ایکسپریس پر ڈاکوؤں نے حملہ کر کے مسافروں سے نقدی۔ قیمتی سامان اور عورتوں سے زیورات اتروا لئے۔ مزاحمت پر مسافر کو زخمی کر دیا۔

○ ہانگ کانگ کو چین کے حوالے کرنے کی تاریخی تقریب میں شرکت کے لئے عالمی لیڈر ہانگ کانگ پہنچنا شروع ہو گئے ہیں۔ اس تقریب میں عالمی شخصیات سمیت 16 ہزار مہمان شرکت کریں گے۔

○ ترکی میں نامزد وزیراعظم مسعود یلماز کو حتمی اکثریت حاصل ہو گئی ہے۔

○ عراق کے نائب وزیراعظم طارق عزیز نے کہا ہے کہ اقوام متحدہ کے اسلحہ سے متعلق ماہرین کو بلا روک ٹوک تمام معاملات تک رسائی نہیں دی جا سکتی۔

○ وفاقی وزیر داخلہ چوہدری شجاعت نے کہا ہے کہ یہ قومی حکومت ہی تو ہے بے نظیر پتہ نہیں کہاں سے فامولے لے آتی ہیں۔ ایجنسیاں ملک کی سیکورٹی کی ذمہ دار ہیں۔ انہیں چلانے والوں پر منحصر ہے۔ کہ وہ ان سے کس طرح کام لیتے ہیں۔

○ وفاقی کابینہ میں توسیع کا امکان ہے۔ وزیراعظم جولائی کے پہلے ہفتے میں ارکان پارلیمنٹ سے ملاقاتوں کا سلسلہ شروع کریں گے۔

○ لاہور میں امامیہ کالونی کے علاقے فیصل پارک میں سپاہ محمد کے دفتر پر دہشت گردوں نے حملہ کر کے ایک سرگرم کارکن کو ہلاک کر دیا ہے۔ سپاہ محمد کے سربراہ نے کہا ہے کہ 110 روز میں 88 لاشیں اٹھا چکے ہیں۔ ایک ملزم بھی گرفتار نہیں ہوا۔

○ گجرات میں اہل سنت کے ایک رہنما کے بیٹے کو دہشت گردوں نے فائرنگ کر کے ہلاک کر دیا ہے۔

○ راولاکوٹ میں معمولی تنازع پر ایک جنونی نے بہنوئی اور بہن سمیت 10 افراد کو قتل کر دیا ہے۔

○ فلسطین میں یہودی بستیوں کی تعمیر پر مکمل احتجاجی ہڑتال کی گئی۔ فلسطینیوں کے مطابق بیت المقدس میں نئی یہودی بستی کا مقصد پورے شہر کو ہڑپ کرنا اور وہاں سے فلسطینوں کو بے دخل کرنا ہے۔

○ یاسر عرفات نے اعلان کیا ہے کہ مصر نے مشرق وسطی میں قیام امن اور سیاسی بحران ختم کرانے کے لئے جو مصالحتی کوششیں شروع کر رکھی ہیں۔ ہم ان کی حمایت جاری رکھیں گے۔

○ اکانومسٹ کے تازہ ترین شمارہ میں پاکستان اور بھارت میں پائیدار امن کے قیام کی نئی کوششوں کے حوالے سے دونوں ملکوں میں جدید اور ہلاکت خیز اسلحہ کا جائزہ پیش کرتے ہوئے انکشاف کیا گیا ہے کہ بھارت نے پرتھوی میزائل پاکستان اور اگنی چین کے خلاف بنایا ہے۔

○ چین کے نائب وزیر خارجہ نے ہانگ کانگ روانہ ہوتے وقت حکومت برطانیہ سے مطالبہ کیا ہے کہ جبرالٹر ہمیں واپس کر دیا جائیانہوں نے کہا کہ برطانیہ کو جبرالٹر پر سپین کا اقتدار تسلیم کر لینا چاہئے۔ یاد رہے کہ برطانیہ نے 1713 میں جبرالٹر کو اپنی مملکت کا حصہ بنا لیا تھا۔

خالص سونے کے زیورات کا مرکز
شریف گولڈ سمتھ
اقصیٰ روڈ ربوہ
فون: دوکان 212515 رہائش 212300

مرکز میں رہائش کیلئے بروقت منصوبہ بندی کریں۔ پلاٹ یا مکان کی خریداری کیلئے رابطہ
کہکشاں پراپرٹی سنٹر نزد جلسہ گاہ جدید ربوہ
فون: 211842

احمدی احباب کیلئے خصوصی رعایت
سرمد جیولرز
دوکان نمبر 4 عمر مارکیٹ ذیلدار روڈ
اچھرہ لاہور

شیئرز و غیر ملکی کرنسی کی خرید و فروخت کا با اعتماد ادارہ
ڈالر ہیچ
آفس: 8-6 گیلری نمبر 4 ریکس سٹی پلازہ
ستیانہ روڈ فیصل آباد
فون دفتر: 730266
رہائش: 726524
موبائل: 0300-661524
پروپرائیٹر
ملک عبدالصمد

خوشخبری
اچار کے سیزن میں خالص سرسوں کے تیل میں خصوصی رعایت۔ نیز اچار میں استعمال کیلئے تازہ اور خالص سرخ مرچ، ہلدی اور دھنیہ دستیاب ہے۔ محمد ابراہیم اینڈ سنز
1/16 دارالرحمت وسطی ربوہ
فون: 212367